REGD NO P- 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے ششماہی ۳/۵۰ روپے ممالک غیر ۷/۵۰ روپے فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ || ۲۵ فتح ۱۳۳۷ہش | ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ | ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء || نمبر ۵۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ کل علالت طبع کے باعث حضور نماز جمعہ پڑھانے تشریف نہ لا سکے۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں حضور کو غیر معمولی طور پر مصروف رہنا پڑے گا اسلئے احباب خاص طور پر درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو طاقت و ہمت عطا فرمائے تا کہ اس محنت شاقہ کا حضور کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑے اور حضور کو صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنیوالی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۱۹ دسمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت بلڈ پریشر کی تکلیف کے باعث ناسازہ ہے۔ گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے اور عام حالت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے احباب جماعت حضرت ممدوح کی کامل شفایابی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ آجکل گنگا رام ہسپتال میں آنکھ کے اپریشن کے سلسلہ میں داخل ہو کر زیر علاج ہیں۔ احباب سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۳ دسمبر۔ متعدد درویشان جن کے پاسپورٹ تھے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کیلئے روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ سب کو خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔ احباب جماعت جلسہ سالانہ ربوہ کے ہر طرح سے کامیاب ہونے اور بخیر و خوبی منعقد ہونیکے لئے دعا فرمائیں۔

ہالینڈ میں وسیع پیمانے پر ایک مذاہب کانفرنس کا انعقاد

اور

"حیات مابعد الموت کے متعلق اسلامی نظریہ" پر احمدی مبلغ کی تقریر

از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن ہالینڈ

گذشتہ ماہ مورخہ ۱۹ نومبر کو ایمسٹرڈم میں وسیع پیمانہ پر ایک مذاہب کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اسلام کی نمائندگی میں اس عاجز کو تقریر کرنے کا موقعہ ملا تبلیغی لحاظ سے یہ ایک اہم موقعہ تھا جس سے ہمارے مشن کو خاصی شہرت حاصل ہوئی۔

اس کانفرنس میں عیسائیت کے تین مختلف الخیال گروہوں کی نمائندگی کے علاوہ ہندو مذہب۔ بدھ مذہب اور اسلام کو بھی نمائندگی کے لئے مدعوت دی گئی۔ کہ وہ "موت کے متعلق ہمارا نظریہ" کے موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

کانفرنس کا پروپیگنڈا ایک عرصہ قبل بڑے بڑے پوسٹروں اور دیگر مختلف ذرائع سے شروع کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اپنے نتائج کے لحاظ سے یہ کانفرنس خاصی کامیاب رہی۔ حاضری ہزار ۱۲ صد کے قریب تھی۔ تمام تقاریر ڈچ زبان میں تھیں۔

حیات مابعد الموت کے بارہ میں ہندو یا بدھ مذہب کا جو عام نظریہ ہے وہ تو خیر معلوم ہی تھا۔ مگر اس امر سے سخت تعجب ہوا۔ کہ مذہب کے متعلق موجودہ آزادانہ روش کے زیر اثر بعض عیسائی نمائندگان نے بھی موت کے بعد کسی قسم کی اُخروی زندگی سے ہی بالکل لاعلمی کا اظہار کیا۔ بلکہ بعض نوجوان تو آجکل ایسے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو خدا کے وجود سے بھی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں ایسے حالات میں اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ قبل اس کے کہ موجودہ آزادی کی روش ان لوگوں کو مذہب سے بالکل بے نیاز ہی کر دے اسلام کا روح پرور اور زندگی بخش پیغام ان لوگوں تک پہنچایا جائے۔

اس کانفرنس کے موقعہ پر خاکسار نے اپنی تقریر میں مختصراً یہ امر واضح کیا۔ کہ اسلام کی رُو سے موت ہماری زندگی کا اختتام نہیں ہے۔ بلکہ یہ در اصل ایک دروازہ ہے جس سے گویا کہ انسان ایک دوسری زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ جو در اصل اسی زندگی کا ہی تسلسل ہے۔ اس اخروی زندگی میں انسان کو ایک اور نورانی وجود عطا کیا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ انسان اُن ترقیات کی طرف قدم بڑھاتا ہے جن کی طرف قدم بڑھانا اس کے لئے اس مادی جسم کی وجہ سے مشکل تھا۔ اور یہ ترقیات کا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔

نیز خاکسار نے بعض عقلی دلائل سے ثابت کیا کہ ایسی اُخروی زندگی کا وجود ہماری اس زندگی کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ازحد ضروری ہے۔

خاکسار قدرت اللہ عفی عنہ

ہیگ۔ ہالینڈ ۱۲/۱/۵۸

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" پر

روزنامہ "ساتھی" پٹنہ کا شاندار تبصرہ

"یہ کتاب دونوں فرقوں کی آپسی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی" (ساتھی)

ہماری کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" (اردو) پر ملک کے بڑے سے بڑے لیڈر اور اخبارات شاندار ریویو کر رہے ہیں۔ بہت سے تبصرے قبل ازیں بدر میں شائع کئے جا چکے ہیں اب روزنامہ ساتھی پٹنہ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۵۸ء کا تبصرہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ان تبصروں سے کتاب کی مقبولیت اور افادیت کا علم ہوتا ہے۔ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کریں۔ تا کہ نظارت ہذا کی اتحاد و یگانگت کی یہ کوشش کما حقہ بار آور ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ ــــ مولف مرزا احمد ــــ ناشر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب

انگریزوں نے لکھی اپنی ساری تواریخ ہند میں اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھا کہ وہ ہندوستان کے فرقوں کو آپس میں ٹکرائیں تا کہ ہندوستانیوں کا اتحاد قائم نہ رہے جو ان کے اور ان کی حکومت کے لئے خطرناک تھا۔ مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف یہ کہہ کر اکسایا کہ شیواجی نے مسلمانوں پر مظالم کئے اور مسجدیں منہدم کیں۔ ہندوؤں کو محمود کی یاد دلائی اور سکھوں کو اورنگ زیب کے خلاف اُکسایا۔ اُنہوں نے یہاں تک لکھا کہ صرف گرونانک اور دوسرے گرو مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ اور ان سے نفرت کرتے تھے چنانچہ انہیں تواریخ کی بنا پر مسلمانوں اور سکھوں میں نفرت پھیلی رہی۔ جبتک ان کی بنائی ہوئی کہانیوں کا سچا دلچسپ خاکہ ان کے سامنے پیش نہیں کیا جائے یہ تلخی کم نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا صاحب نے ایک کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" لکھا ہے۔ اس کتاب میں سارے گرو صاحبان کے اقوال اور انکے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ کیا تھے وضاحت کیساتھ تحریر فرمائے ہیں حضرت گرونانک کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے بہت سارے مسلم زیارت گاہوں کا سفر کیا تھا اور ان کے چولے پر قرآن کے آیات لکھے ہوئے تھے جو ابھی تک محفوظ ہے۔

نانک پر اتنا گہرا اسلامی اثر پڑا تھا کہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ نانک کا کس مذہب سے تعلق ہے۔ یہ کتاب دونوں فرقوں کی آپسی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ احمدیہ جماعت قادیان نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس طرح کی بہت ساری کتابیں شائع ہوا کریں اس سلسلہ میں احمدیہ جماعت کی کوشش لائق تحسین ہے۔"

(نوٹ از نظارت تبلیغ: ــــ اس تبصرہ میں یا تو فاضل تبصرہ نگار کا سہو قلم ہے یا پھر سہو کتابت سے "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کی بجائے "مسلم سکھ اتحاد کا گلدستہ" لکھا گیا ہے۔ اسی طرح مولف کا نام "مرزا احمد" لکھا گیا ہے یہ درست نہیں ہے یہ تالیف و ترتیب ہمارے بہت سے علماء کی کاوشوں کی رہین منت ہے۔ اسی لئے کسی خاص مؤلف کا نام کتاب پر نہیں لکھا گیا۔ اور صرف شائع کرنے والی نظارت یعنی نظارت دعوت و تبلیغ اور اس نظارت کے ناظر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا نام درج ہے) بدر

مسجد ہالینڈ میں شہزادہ فواد الفیصل کی تشریف آوری

شہزادہ موصوف کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن کی پیشکش

دی ہیگ (بذریعہ تار) مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہالینڈ مطلع فرماتے ہیں کہ سعودی عرب کے شہزادہ فواد الفیصل اور لارڈ میئر آف ربانی مورخہ ۱۲ دسمبر کو مسجد ہالینڈ میں تشریف لائے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ ہالینڈ کی طرف سے ان کی خدمت میں خوش آمدید کا ایڈریس پیش کیا گیا نیز مکرم امام صاحب نے ان کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا نسخہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ اس خصوصی تقریب میں محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور جماعت احمدیہ ہیگ کے دوسرے احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ پریس نے اس تمام تقریب کا دستاویزی فلم تیار کیا۔

ملک صلاح الدین پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۸ء

پہلوں کے نقش قدم پر

(۴)

اخبار اہلحدیث کے مقالہ نویس نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اس زمانہ کا سچا مامور اور مرسل تسلیم نہ کرنے کے سلسلہ میں جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ

"خود مرزائیوں میں مرزا صاحب کی نبوت و رسالت اور مہدویت پر جو جھگڑا پیدا ہوا اس کو دنیا جانتی ہے . . . . سارے مذاہب کی تاریخ پڑھ جاؤ کسی مامور من اللہ اور نبی اور رسول کے متعلق ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ اس نبی کے پیروؤں میں سے کسی نے تو اس کو نبی اور رسول بنایا ہو اور کسی نے ایک عالم اور مجدد کا درجہ دیا ہو"

(اہلحدیث ۱۵ر اکتوبر ۵۸ء)

اول تو ہمارے سامنے تمام انبیاء اور اُن کے پیروؤں کے تفصیلی حالات نہیں اور نہ ان سے باخبر ہونا حدِ امکان میں ہے۔ مگر کیا مقالہ نویس مسیح علیہ السلام کی نسبت مسیحیوں کے مختلف فرقوں اور ان کے معتقدات سے ناواقف ہے۔ کیا اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت پر کوئی حرف آسکتا ہے؟ قرآن کریم اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ مسیحیوں میں سے نجاشی شاہ حبشہ بھی تھے جنہوں نے اپنے اسی اعتقاد کا اظہار مکہ والوں کے وفد کے سامنے برملا طور پر کیا اور ان ہی مسیحیوں میں سے ایسے بدعقیدہ بھی ہیں جنہوں نے غلو کی راہ سے حضرت مسیح کو ابن اللہ بلکہ خدا تک بنا دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ مخصوص طور پر عیسائیوں میں سے ایک فرقہ عنانیہ بھی گذرا ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کا قائل نہ تھا۔ بلکہ غیر مبائعین کی طرح وہ بھی انہیں خدا کے اولیاء ہی سے سمجھتا تھا۔ ملاحظہ ہو مولانا فخرالدین رازی کی کتاب اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین ص۸۳ مطبوعہ مصر کی حسب ذیل عبارت:-

العنانیۃ - اتباع عنان بن داؤد ولایبذکرون عیسی بسوء بل یقولون انہ کان من اولیاء اللّٰہ تعالٰی وان لہ یکن نبیًّا۔

فرقہ عنانیہ۔ یہ فرقہ عنان ابن داؤد کے پیرو ہیں حضرت عیسیٰ کے متعلق برے کلمات نہیں کہتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اگرچہ نبی نہ تھے مگر اولیاء اللّٰہ میں سے تھے۔

اسی طرح امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم الشہرستانی اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں اس عنانیہ فرقہ کی نسبت لکھتے ہیں:-

انہم لایقولون بنبوّتہ ورسالتہ . . . . . ومن ھٰؤلاء من یقول ان عیسٰی علیہ السلام لم یدع انہ نبیّ مرسل . . . . بل ھو من اولیاء اللّٰہ المخلصین العارفین۔

یعنی یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کو نہیں مانتے ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز دعوےٰ نہ کیا تھا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے نبی ہیں . . . . . بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اولیاء اللہ میں سے تھے۔

اختصار کے پیش نظر ہم اسی پر اکتفار کرتے ہیں تاہم پیش کردہ حوالہ جات ایسے واضح ہیں کہ ان کی موجودگی میں مقالہ نویس کے جماعت احمدیہ کی نسبت اعتراض کی حقیقت بخوبی عیاں ہو جاتی ہے!!

مقالہ نویس کا پانچواں عذر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے متعلق ہے لکھتا ہے:-

"مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جو الہامی پیشگوئیاں کی تھیں وہ سب غلط ثابت ہوئیں احمدی بیگم کا نکاح اور آتھم پادری وغیرہ کے متعلق جو پیشگوئیاں کی گئی تھیں وہ سب غلط نکلیں"

مقالہ نویس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے غلط ہونے کا اعتراض کوئی نیا نہیں۔ مقالہ نویس کو اگر کبھی قرآن مجید پر تدبر کرنے کا موقعہ ملا ہوتا تو وہ سمجھ سکتا کہ ایسا اعتراض تمام انبیاء پر ہوتا رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر روشن نشانات اور کس نبی کی صداقت پر ظاہر ہوئے مگر مخالف یہی کہتے رہے:-

لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ (الانعام ع۱)

اور خصوصی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کا جو حال تھا اس کی نسبت فرمایا:-

وان یروا کل اٰیۃ یقولوا

(بحر مستمر (القمر ع۱)

با ایں ہمہ آپ نے اپنے تمام مخالفین کو بالہام الٰہی برملا کہا کہ

"ماکنت بدعًا من الرسل" کہ میں کوئی اجنبیہ رسول نہیں بلکہ میرے دعوے کو انبیاء گذشتہ کے طریق پر پرکھ لو۔ پس اسی کے مطابق آپ کے بروز کامل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی اسی اصول کو اپنے مخالفین کے سامنے پیش کیا۔ اور خاص طور پر اپنی الہامی پیشگوئیوں کی جانچ پڑتال کے لئے اسی نہج پر غور وفکر کرنے دعوت دی۔ اسی وجہ سے ہم اس بات پر تختہ یقین سے قائم ہیں کہ جو سلیم الفطرت انسان بھی سینے دل میں خوف خدا رکھتے ہوئے اُس منہاج نبوت پر غور کرے جو پیشگوئیوں کے متعلق قرآن کریم یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات میں ملتا ہے تو خوب نہایت آسانی کے ساتھ یہ سمجھ آسکتی ہے۔ کہ حضرت اقدس کی جملہ پیشگوئیاں منہاج نبوت پر سچی ثابت ہوتی ہیں اور کہ ان پر کسی طرح کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

ہمارے مخالفین کو اس حقیقت تک پہنچنے میں بڑی روک یہی ہے کہ وہ قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصول وہدایات کو بالائے طاق رکھ کر اعتراض پر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہلحدیث کے مقالہ نویس نے بھی جن دو پیشگوئیوں کو بطور مثال مذکورہ عذر میں ذکر کیا ہے۔ اگر نیک نیتی اور تحقیق حق کی غرض سے اُنہیں منہاج نبوت پر پرکھا جائے تو ان کے پورا ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ حضور کی جملہ انہی پیشگوئیوں پر ہماری طرف سے سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ اور مخالفین کے عائد کردہ جملہ اعتراضات کے تفصیلی جوابات بارہا دیئے جا چکے ہیں جن کے اعادہ کی اس وقت چنداں ضرورت نہیں البتہ جہاں تک پیش کردہ ہر دو پیشگوئیوں کا تعلق ہے ان کے بارہ میں صرف اس قدر اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ یہ دونوں پیشگوئیاں اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ بفضلہ تعالےٰ پوری ہو چکی ہیں۔ جو شخص صدق دلی سے ان پر غور کرتا ہے اُس پر اُن کی صداقتیں روز روشن کی طرح کھل جاتی ہیں۔ کیونکہ دونوں پیشگوئیوں میں شرط کے پہلو پائے جاتے ہیں۔ جن کا لحاظ کرنا قرآنی اصولوں کی رو سے ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ محمدی بیگم (نہ کہ احمدی بیگم جیسا کہ مقالہ نویس نے لکھا ہے) کے نکاح والی پیشگوئی کے تو دو بڑے حصے تھے جن میں سے ایک حصہ تو حسب پیشگوئی بعینہٖ پورا ہوا اور دوسرا حصہ بھی ایک دوسرے رنگ میں نہایت صفائی سے پورا ہوا جیسا کہ پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ

اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا"

(اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء)

چنانچہ بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورے پانچ سال بعد تک جب تک مرزا احمد بیگ نے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کیا وہ محفوظ رہا۔ لیکن جونہی اس نے اپنی لڑکی کا نکاح مورخہ ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد سے کر دیا تو روز نکاح سے صرف پانچ ماہ ۲۲ دن بعد مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۸۹۲ء کو پیشگوئی کے مطابق راہیٔ ملک عدم ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس کی اس طرح پر وفات طبعی طور پر فریق ثانی کو متاثر کئے بغیر نہ رہی۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ کی وفات کے بعد باقی سارا خاندان ڈر کر اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور اس طرح مرزا سلطان محمد صاحب نے توبہ کی شرط سے فائدہ اُٹھایا۔ جہاں تک مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا تعلق ہے۔ اس بارہ میں ہمارے پاس محکم ثبوت ہیں۔ اور باقی خاندان کے رجوع کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کیا واضح ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس خاندان سے تعلق رکھنے والے بیسیوں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں۔ مگر یہ علماء ہی کہ "میں نہ مانوں" کی برابر رٹ لگائے جا رہے ہیں۔

یہی حال آتھم کی نسبت پیشگوئی کا ہے بلکہ اس میں تو صریح طور پر "بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے" کے الفاظ بھی تھے۔ چنانچہ بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا جس کی وجہ سے وہ پندرہ ماہ کی مقررہ مدت میں ہاویہ میں گرائے جانے سے بچا رہا۔ اس طریق پر اُس کا بچا رہنا قرآنی اصولوں کے عین مطابق ہے۔ مگر نادان مخالف اس بات کو کب ماننے والے تھے اپنی عادت کے مطابق شور مچانے لگے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ حضرت اقدسؑ نے پے در پے سات اشتہار شائع کئے۔ اور عبد اللہ آتھم کو چیلنج دیا کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی تو ایک بھرے جلسے میں اس مضمون کا مؤکد بعذاب حلف اُٹھائے کہ میں نے پندرہ ماہ میں حق کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اور مسلمانی ہی اُسے چار ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان بھی کیا۔ مگر آتھم اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ تب حضور نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر اعلان کیا کہ

"اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالےٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا۔ اور وہ دن نزدیک ہیں دور نہیں"

(اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری اشتہار پر ابھی سات مہینہ نہ گذرے تھے کہ آتھم راہیٔ ملک عدم ہوا

خطبہ جمعہ

مومن کو اپنی صحت کی حفاظت اور بچاؤ کیلئے پوری کوشش کرنی چاہیئے

جلسے کے موقعہ پر کھانے کے سلسلہ میں اگر دوستوں کو کوئی تکلیف ہو تو اُسے ثواب سمجھ کر برداشت کریں

ربوہ کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہونیوالے دوستوں کو بعض ضروری نصائح

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

حضرت اقدس کا یہ خطبہ بھی گو جلسہ سالانہ ربوہ میں شریک ہونے والوں کے لئے ہے۔ لیکن بھارت کے دور دراز علاقوں میں مقیم احمدی حضرات بھی بُعد مکانی کے باوجود اس کے مطالعہ سے ایک قسم کی روحانی لذت اور سرور پا سکتے ہیں اسی لئے یہ خطبہ بھی تمامہ ذیل میں درج کر کے احباب تک پہنچایا جاتا ہے — (ایڈیٹر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
اس سال موسم بہت خراب رہا ہے، اور جلسہ سالانہ کے دن بہت قریب آگئے ہیں۔ پہلے

جلسہ کے دنوں میں

ربوہ میں کچھ گرمی ہو جاتی تھی۔ مگر اس سال جس طرح گرمی زیادہ پڑی تھی خشک سردی بھی زیادہ پڑ رہی ہے۔ اس لئے قرآن شریف کے اس حکم کے ماتحت کہ

لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔

اور اس حکم کے ماتحت کہ خذوا حذرکم ہمیں بہت زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ نماز ایک بڑا اہم فریضہ ہے۔ مگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر جنگ کے موقعہ پر تم نماز پڑھنے لگو تو ہتھیار ساتھ رکھ لیا کرو تاکہ وہ وقت پر کام آسکیں اب چونکہ جنگ کا زمانہ نہیں بلکہ ارشاد و اصلاح کا زمانہ ہے۔ اس لئے اب "حذر" سے مراد تلوار نہیں بلکہ اس موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے خذوا حذرکم سے

مراد یہ ہے

کہ تم اپنے کپڑے تیار رکھا کرو۔ سو میں دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ آئیں تو اپنا بستر اور پورے کپڑے ساتھ لائیں۔ کیونکہ کئی جلسوں پر دیکھا گیا ہے۔ کہ کمزور آدمی جلسہ کے دنوں میں سردی کی برداشت نہ کرنے کی وجہ سے واپس جاتے ہی نمونیہ یا کسی اور مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ ایک ایک آدمی کا احمدی بنانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ سالہا سال کے بعد کہیں جا کر ایک آدمی تیار ہوتا ہے۔ پس اس کے ضائع ہونے پر انتہائی افسوس ہوتا ہے۔ سو ہماری جماعت کو

اپنی جانوں کی حفاظت اور بچاؤ

کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ جنگ کے ماہر بن سکتے ہیں کہ اسلامی جنگوں میں اسلامی لشکر اور غیر اسلامی لشکر میں یہی فرق ہوتا تھا کہ غیر اسلامی لشکر تہور سے کام لیتا تھا۔ اور اسلامی لشکر جرأت

سے کام لیتا تھا۔ جاپانیوں میں بھی یہی ہے کہ جو مر جاتے ہیں ان کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے کیونکہ وہ قوم اور ملک کی خاطر مر گیا۔ مگر اسلامی جنگوں میں مرنے والے سے مارنے والے کی زیادہ قدر کی جاتی ہے۔ اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس نے کتنے آدمی مارے ہیں۔ اسی طرح جلسہ کے دنوں میں قربان ہو جانا زیادہ قابل قدر چیز نہیں۔ بلکہ جلسہ کے بعد لوگوں کو ہدایت کی طرف لانا قابل قدر چیز ہے۔ تاکہ جماعت جتنی زیادہ پھیل سکے پھیل جائے پس ہماری جماعت کو تہور نہیں دکھانا چاہیئے بلکہ شجاعت دکھانی چاہیئے عربی زبان میں

تہور اس بات کو کہتے ہیں

کہ جان کی پرواہ نہ کی جائے اور اندھا دھند قربانی کی جائے۔ اور شجاعت اس کو کہتے ہیں کہ ایسی دلیری سے کام کیا جائے کہ کام کرنے والا اپنی جان بھی بچائے اور دشمن کو بھی زیر کرنے کی کوشش کرے۔ غیر قوموں میں بے شک تہور کو بڑی قابل قدر چیز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن عرب قوموں اور اسلام میں شجاعت کو بڑا سمجھا جاتا ہے پس ہمارا صرف یہ کام نہیں کہ ہم اسلام کے لئے اپنی جان قربان کر دیں بلکہ یہ کام بھی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ایسے آدمی کھینچ کر لائیں۔ جو اسلام کے لئے قربانیاں کرنے والے ہوں۔

غرض جلسہ میں شمولیت بڑے ثواب کا کام ہے۔ لیکن ساتھ ہی دوستوں کو یہ خیال بھی رکھنا چاہیئے۔ کہ جماعت کو بڑھانا اور حق کی اشاعت کرنا اس سے بھی بڑا کام ہے۔ اپنی جان کی حفاظت کرنا بزدلی نہیں بلکہ بہادری ہے۔ پس ہماری جماعت کو جلسہ کے دنوں میں

اچھی طرح تیاری کر کے آنا چاہیئے

میں نے دیکھا ہے کہ جب جلسہ لمبا ہو جاتا ہے تو شام کے وقت سردی میں بھی دوست بیٹھے رہتے ہیں۔ میرے بہنوئی عبداللہ خان صاحب دو دفعہ جلسہ پر ربوہ آئے اور دونوں دفعہ ہی انہیں دل کا دورہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ شوق میں جلسہ سننے چلے جاتے تھے۔ اور جلسہ میں سردی لگ جاتی تھی۔ میں نے پچھلے سال

جلسہ سالانہ کے دنوں میں

اپنے پہرہ داروں کو کہہ دیا کہ وہ دیر تک تو بے شک وہاں رہیں۔ لیکن ذرا دھوپ کم ہو۔ تو انہیں واپس بھجوا دیا کریں۔ کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ ان کے لئے اور حکم ہے اور تندرستوں کے لئے اور حکم ہے۔ تندرستوں کے لئے تو یہ حکم ہے کہ وہ

جلسہ سے پوری طرح فائدہ اُٹھائیں

اور ساری تقریریں سُنیں مجھے یاد ہے جب میں تندرست تھا۔ تو بڑی لمبی لمبی تقریریں کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جٹھی مسیح والے آئے اور کہنے لگے۔ کہ آپ غریبوں کا بھی خیال رکھا کریں۔ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ اور ان کے پراسٹیٹ گلینڈز بڑھ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں بار بار پیشاب آتا تھا کہنے لگے۔ آپ ہمارا بھی خیال رکھا کریں۔ میں نے کہا آپ ضرورت پر چلے جایا کریں

کہنے لگے۔

مصیبت تو یہی ہے

کہ جب میں اُٹھنے لگتا ہوں۔ تو آپ کوئی نیا نکتہ بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں یہ سُن لوں۔ اس کے بعد جب پھر اُٹھنا چاہتا ہوں تو آپ کوئی اور نکتہ شروع کر دیتے ہیں۔ پھر میں بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ سُن لوں۔ اسی طرح ہوتے ہوتے یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کی وجہ سے میرا مثانہ پھٹ جائے گا۔ بہرحال جو دوست بیمار ہیں انہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے اور جو بیمار نہیں وہ بھی احتیاط رکھیں۔ دیکھ لو میں تندرستی میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹہ خطبہ کہہ لیتا تھا۔ لیکن اب بعض دفعہ ۵-۷ منٹ ہی بول سکتا ہوں کیونکہ بیماری کی وجہ سے مجبوری ہوتی ہے۔

مجھے یاد ہے

جب قادیان میں احرار کا جلسہ ہوا تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ میں خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوا تو عصر کا وقت آگیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھا دیں۔ تو یہ چیز تندرستی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ سردی سے بچاؤ کے لئے اپنے پورے بستر ساتھ لائیں اور کپڑوں کا بھی خیال رکھیں پھر دوستوں کو

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے

کہ اس دفعہ حکومت کی طرف سے بعض ایسی پابندیاں عائد ہیں۔ جن کی وجہ سے ممکن ہے ہمیں کھانے میں کچھ رد و بدل کرنا پڑے مثلاً کچھ دن گوشت کے ناغہ کے مقرر ہیں۔ افسران جلسہ سالانہ حکومت کے افسروں سے مل کر کوشش تو کر رہے ہیں کہ ناغہ کے دنوں میں گوشت کی اجازت مل جائے۔ لیکن اگر اجازت نہ ملی تو دال اور آلوؤں پر گزارہ کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مچھلی کا انتظام کر لیں۔ لیکن اتنی مچھلی بھی نہیں مل سکتی۔ جو جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے کافی ہو سکے۔ آٹے کے متعلق حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم ثابت کر دیں کہ ہمارا خرچ زیادہ ہے تو وہ گندم کی مقدار بڑھا دیں گے۔ مگر سر دست جو اجازت انہوں نے دی ہے ہمارا خرچ اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ غرض کھانے میں اگر دوستوں کو کوئی تکلیف ہو تو اسے برداشت کرنا چاہیئے اور اس کو ثواب سمجھنا چاہیئے۔

یہ بھی ایک رنگ کی قربانی ہی ہے

اگر گورنمنٹ گوشت کی اجازت نہ دے تو دال اور آلوؤں پر گزارہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر گندم کی اجازت نہ دے تو دو روٹیوں کی بجائے ایک روٹی پر ہی گزارہ کر لینا چاہیئے۔ قادیان میں بھی بعض اوقات گندم کے حصول میں ہمیں مشکلات پیش آجاتی تھیں۔ لیکن باہر سے گندم لانے کی اجازت ہوتی تھی اور میں اعلان کر دیا کرتا تھا کہ باہر سے جو احمدی آئیں وہ آٹا یا غلہ وغیرہ ساتھ لائیں۔

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب مہمان آ رہے تھے تو ایک احمدی دوست بوری اٹھائے ہوئے آئے۔ وہ امیر آدمی تھے اور ڈاکٹر تھے۔ میں نے کہا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ بوری کیسی اٹھائی ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا۔ آپ نے جو کہا تھا کہ غلہ لے آؤ۔ میں آٹا لے آیا ہوں تاکہ جلسہ کے کام آ جائے۔ چنانچہ انہوں نے میرے سامنے ہی آٹا ایک طرف اتار کر رکھ دیا۔ اب تو وہ فوت ہو چکے ہیں۔ بہرحال بڑے اخلاص سے لوگ آٹا ساتھ لے آتے تھے لیکن اب تو باہر سے گندم لانا بھی منع ہے کیونکہ ہمارے ملک میں غلہ کی بہت کمی ہے

حکومت کوشش تو کر رہی ہے

کہ پیداوار زیادہ ہو جائے۔ لیکن وہ تو اگلے سال ہی ہو سکتی ہے۔ اس سال کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگلے سال کے حالات بھی اس وقت تک تو خراب ہی نظر آتے ہیں کیونکہ ابھی تک بارش نہیں ہوئی۔

بارش کا یہ اصول ہے کہ اگر ۱۵ر فروری سے پہلے پہلے ہو جائے تو غلہ زیادہ ہوتا ہے اگر بعد میں ہو تو نئی شاخ نہیں نکلتی۔ اور دانہ موٹا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دانے کی زیادتی شاخوں کے پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ فضل کر دے اور ۱۵ر فروری سے پہلے پہلے بارش ہو جائے تو پھر دانہ بھی موٹا ہوگا اور سٹے بھی زیادہ لگ جائیں گے اور اس طرح پیداوار میں زیادتی ہو جائے گی۔ (خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خطبہ کے بعد کچھ بارش ہوگئی۔ اور گو زیادہ بارش نہیں ہوئی۔ مگر بہرحال کچھ نہ کچھ بارش ہوگئی ہے) مگر یہ حالت صرف ہمارے ملک کا ہی نہیں بلکہ بعض دوسرے ممالک کا بھی یہی حال ہے۔ چنانچہ

شام کے مبلغ کا خط

آیا ہے۔ کہ میں یہاں کے سابق پریذیڈنٹ سے ملا۔ اور اس سے کہا کہ تم احمدیوں سے دعا کراؤ کہ بارش ہو جائے۔ اس نے مجھے لکھا کہ جنرل ناصر کو بھی تحریک کی جائے۔ کہ ہم سے دعا کرائیں۔ کہ بارش ہو جائے کیونکہ اگر دعا قبول ہوگئی۔ تو انہیں ہم سے عقیدت ہو جائے گی۔ میں نے اسے لکھا کہ اگر جنرل ناصر کو معجزہ دیکھنے کی خواہش ہوتی تو وہ آپ لکھتے۔ ہمیں لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے۔ اس کے دل میں وہ آپ تحریک کرتا ہے کہ دعا کی درخواست کرے۔ اگر جنرل ناصر خود لکھتے۔ کہ دعا کریں۔ مصر اور شام میں بارش ہو جائے تو پھر ہم دعا بھی کرتے

اور خدا کے فضل سے فائدہ بھی ہو جاتا۔ لیکن اگر ان کے دل میں خود یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی تو ہمارا انہیں یہ بات لکھنا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔ پھر

سوال یہ ہے

کہ جو معجزات پہلے ظاہر ہو چکے ہیں ان سے انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ حضور میں نے معجزہ دیکھنا ہے۔ میں بچہ ہی تھا۔ اور آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے۔ پہلے یہ بتائیے کہ خدا تعالیٰ جو ہزاروں معجزات دکھا چکا ہے۔ ان سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟ اگر آپ نے ان معجزات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو خدا تعالیٰ آپ کے لئے نیا معجزہ کیوں دکھائے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے معجزات اسے دکھاتا ہے۔ جو ان سے فائدہ اٹھائے۔ خدا تعالیٰ نے ہزاروں معجزات دکھا چکا ہے۔ مگر آپ نے ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اب آپ نیا معجزہ مانگنے آ گئے ہیں۔ یہ تو

اللہ تعالیٰ کا امتحان لینے والی بات ہے

اور خدا تعالیٰ طالب علم نہیں کہ اس کا امتحان لیا جائے۔ آپ خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اس نے آپ کے لئے پہلے ہزاروں معجزات دکھائے ہیں۔ مگر آپ نے ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ پھر وہ آپ کو نیا معجزہ کیوں دکھائے۔

فریاد مہجور

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

بہت ہی یاد مجھے آتے ہو میرے پیارو — کہ میرے بس میں نہیں ہے تمہیں بھلا دینا
دعائیں کرتا ہوں دن رات رب ارحم سے — کہ اپنے فضل سے بچھڑے ہوئے ملا دینا
خدائے پاک کا خود کاشتہ ہے یہ گلشن — عدو سے کہہ دو کہ ممکن نہیں مٹا دینا
ہے نقش دل پہ وہ نظارہ جمال حبیب — وہ نیم باز سی آنکھیں وہ مسکرا دینا

مسیح وقت سے یہ التجا ہے اکمل کی
تمہی نے درد دیا ہے تمہی دوا دینا

ضروری اعلان

برائے سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

ہماری بہت تھوڑی جماعتیں ایسی ہیں۔ جن کا بجٹ آمد لازمی چندہ جات سو فی صدی یا اس کے قریب پورا ہوتا ہو۔ اکثر جماعتوں سے نہ تو نسبتی بجٹ کے مطابق ہر ماہ باقاعدگی چندہ جات وصول کر کے مرکز بھجوائے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی اختتام سال پر وہ اپنا بجٹ پورا ادا کرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے سلسلہ کے ضروری اخراجات کو جاری رکھنے میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

اس امر کا جائزہ لینے پر کہ سیکرٹریان مال کس طرح اپنے مفوضہ امور احسن طریق پر سرانجام دیتے ہوئے چندہ جات کی سو فی صدی وصولی میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد کے مطابق کہ:-

"میں انہیں کہتا ہوں (مبلغین کو) کہ تم جماعتوں کو منظم کرو ان جماعتوں کے چندے بڑھانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ سال کے بعد جب ان جماعتوں کا بجٹ آئے۔ تو ہم اس کو دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ان جماعتوں کے چندوں میں فوری زیادتی ہو گئی ہے"

مرکزی نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے حال ہی میں جملہ مبلغین صاحبان کو بذریعہ سرکلر یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ چندہ جات کی وصولی میں مقامی عہدیداران کی پوری امداد کریں۔ اور مؤثر رنگ میں تحریک کرتے ہوئے جماعتوں کو سست۔ بقایا دار اور نادہند افراد کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں۔

اگر مقامی عہدیداران بالخصوص سیکرٹریان مال مبلغین صاحبان کا پورے طور پر تعاون حاصل کرنے ہوئے کما حقہ کوشش کریں۔ تو بقایا جات کے ایک کثیر حصہ کی وصولی کی جلد امید ہو سکتی ہے امید ہے جماعتوں کے سیکرٹریان مال۔ صدر صاحبان و دیگر عہدیداران خود بھی مالی فرائض کی ادائیگی میں قربانی کا اعلیٰ اور عمدہ نمونہ پیش کریں گے۔ اور دیگر احباب سے بھی سو فیصدی وصولی کی کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اور مبلغین صاحبان کی موجودگی سے بھی بہتر رنگ میں فائدہ اٹھاتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران اور مبلغین کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ خدمت سلسلہ کے ہر موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے۔ کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بچہ کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے پر۔ اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔ ناظر بیت المال قادیان

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز نہیں پہنچ رہیں۔ اس لئے تمام عہدیداران مال سے درخواست ہے کہ ابھی سے گذشتہ مہینوں کے بقایا وصول کر کے اور آئندہ ہر ماہ وصولی کرتے ہوئے سو فی صدی بجٹ پورا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے
پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کے متعلق کامل انکشاف کا اظہار اور الہامی تعیین

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیان

(۲)

(۴) مصلح موعود کے متعلق کامل انکشاف کے بعد چوتھی اطلاع

آپ نے حسب ذیل اعلان کے ذریعہ سے دی تھی لکھا تھا:-

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدہ کا ٹلنا ممکن نہیں یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۶)

اس اعلان میں آپ نے تین باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ موعود لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔

دوم یہ کہ وہ حسب پیشگوئی عمر پانے والا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے اس کی عمر کا ذکر بھی سالانہ ہی کر دیا ہے۔

سوم یہ وہ اپنی مقررہ میعاد کے اندر پیدا ہوا ہے۔ اس طرح مصلح موعود کی ان تینوں شرطوں کا ذکر کر کے محمود کے موعود ہونے کی تین وجوہات بھی بیان فرما کر اسے پکا کر دیا۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے بھی کامل انکشاف ہو چکا تھا۔ اور اس کی پیدائش کے بعد بھی۔ تبھی تو آپ نے سراج منیر اور اس سے بعد کی کتب میں بار بار میعاد کے اندر پیدائش وغیرہ کے متعلق اعلان فرمایا۔ اگر کامل انکشاف نہ ہوا تھا تو آپ اس کے زندگی پانے کے متعلق اعلان کیوں فرماتے۔

پیغامیوں کا یہ کہنا کہ آپ نے اعلانات میں یہ تصریح نہیں فرمایا کہ مجھے وحی و الہام کے ذریعہ سے کامل انکشاف ہو گیا ہے بے جا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ کو اس کے پیدا ہو چکنے کے متعلق کامل انکشاف نہ ہوا تھا تو آپ نے یہ اعلان کیوں کئے۔ اور یہ کیوں لکھا کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے اور وہ عمر پانے والا ہے۔

کیا اہل پیغام اپنے اس خیال کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وعدہ خلافی کا الزام دھرنا چاہتے ہیں۔ اعلان تو یہ کیا تھا کہ کامل انکشاف کے بعد اطلاع دیں گے مگر بقول اہل پیغام اس کے بغیر ہی بار بار اعلان کر دیا۔

اگر وہ یہ کہیں جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے کہ آپ نے محمود و بشیر دو شریف لڑکوں کی موجودگی میں یہ تحریر کر کے کہ مصلح موعود آئندہ کسی وقت پیدا ہوگا ایک دوسرے رنگ میں کامل انکشاف فرما دیا تھا۔ تو اس کا بطلان ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔

دوم یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ آپ کا یہ نہ لکھنا کہ میں کامل انکشاف کے ذریعہ سے اطلاع دے رہا ہوں ہمارے مدعا کو کچھ بھی مضر نہیں۔ کیونکہ جب ایک دفعہ آپ یہ اعلان فرما چکے تھے کہ ہم کامل انکشاف کے بعد اطلاع دیں گے اور پھر آپ نے اطلاع دی تو اس سے قطعی طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے یہ اطلاع کامل انکشاف کے بعد دی تھی۔ ورنہ آپ یہ اطلاع نہ دیتے اور نہ ہی اس کے مصلح موعود ہونے کی وجوہات و دلائل بیان فرماتے۔

سوم یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ آپ نے یہ بھی تو اعلان نہیں فرمایا تھا کہ اب بھی میں نے پہلے کی طرح صرف اپنے ہی اجتہاد سے ایسا اعلان کر دیا ہے تو آپ کے لئے یہ ضروری تھا کہ آپ اس کے بعد دوبارہ یہ بھی اعلان کرتے کہ میں اب بھی صرف اپنے ہی اجتہاد سے ایسا اعلان کر رہا ہوں مجھے ابھی تک کامل انکشاف نہیں ہوا اور یہ بات ضروری بھی تھی تاکہ لوگوں کو اس بارہ میں قطعی یقین حاصل ہو جاتا کہ آپ صرف اپنے ہی اجتہاد سے اس کے متعلق اعلان فرما رہے ہیں۔ آخر آپ نے پہلی دفعہ بھی تو یہ اعلان کیا تھا کہ میں نے محض تفاؤل کے طور پر اس لڑکے کا نام محمود رکھا ہے۔ اسی طرح اس موقعہ پر بھی آپ کے لئے یہ ضروری تھا کہ آپ ایسا اعلان فرماتے تا یہ بات پکی ہو جاتی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے کسی ایک موقعہ پر بھی ایسا اعلان نہیں کیا اور نہ ہی یہ لکھا کہ میں یہ اعلان محض اپنے اجتہاد سے کر رہا ہوں کامل انکشاف سے نہیں کر رہا۔ اگر کامل انکشاف نہ ہوا تھا تو اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ یہ اعلان کیا جاتا کہ ابھی تک کامل انکشاف نہیں ہوا میں محض اپنے اجتہاد سے ایسا سمجھ رہا ہوں۔ ہاں آپ کے لئے یہ ضروری تھا کہ آپ یہ اعلان فرماتے کہ میں کامل انکشاف ہی کے بعد اس لڑکے کو مصلح موعود سمجھتا ہوں کیونکہ آپ ایک دفعہ اس امر کا اعلان فرما چکے تھے کہ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی لہٰذا اس اعلان کے بعد صرف اسی قدر اعلان کافی تھا جو آپ نے کر دیا۔ اس کے ساتھ کامل انکشاف کے الفاظ لکھنے ضروری نہ تھے نہ یہ ضرورت تھی کہ میرا اس لڑکے کو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرانا وحی و الہام کے ذریعہ سے ہے۔ ہم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ کسی مذکورہ بات کو دوسرے موقع پر لوگ دہرانا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اسے حذف کر دیتے ہیں اور یہ بات شائع و متعارف ہے۔ کہ کلام کا کبھی پہلا حصہ اور کبھی دوسرا اور کبھی ساری کلام ہی حسب ضرورت حذف کر دیتے ہیں اور جواب صرف ہاں یا نہیں میں دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی سے دریافت کرے کہ کیا زید آ گیا ہے اور وہ واقعی آ چکا ہو تو جواب میں صرف ہاں کہہ دینا کافی ہے کوئی شخص یہ کہہ کر کہ چونکہ اس نے یہ نہیں کہا کہ ہاں زید آ گیا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کا جواب زید کے متعلق ہے ظاہر ہے۔ اگر وہ اس سے انکار کرتا ہے تو اس کا انکار سراسر حماقت ہے۔

یہی حال یہاں ہے۔ چونکہ آپ کامل انکشاف کے بعد اطلاع دینے کا وعدہ فرما چکے تھے۔ اس لئے اس پیشگوئی کے مصداق کے متعلق آپ کے بعد کے اعلان سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے وہ اعلان کامل انکشاف ہی کے بعد کیا تھا۔

چہارم۔ اگر مصلح موعود پیدا نہ ہو چکا ہوتا تو حضور کو اپنی وفات سے قبل اس امر کا اعلان ضرور کرنا چاہیئے تھا کہ ابھی اس کی انتظار ہے۔ اور وہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہوگا یہ محمود اس پیشگوئی کا مصداق نہیں مگر آپ نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا جس طرح مبارک کی پیدائش سے قبل آپ نے اس کی انتظار دلائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ خدا نے حسب وعدہ تین لڑکے دیئے ہیں جو زندہ موجود ہیں چوتھے کی انتظار ہے۔ وہ بھی ضرور پیدا ہوگا۔ اسی طرح اپنی وفات سے قبل مصلح موعود کے متعلق بھی اس قسم کا اعلان کرنا چاہیئے تھا کہ وہ اگرچہ ابتک پیدا نہیں ہوا مگر خدا کے وعدہ کے موافق آئندہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا آپ کی طرف سے اس قسم کا کوئی اعلان نہ ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ جس لڑکے کے متعلق اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا اعلان فرما چکے تھے وہ درست تھا۔ اور کامل انکشاف کے بعد تھا۔

پانچم۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ مصلح موعود کے متعلق اگر آپ کے اعلانات کامل انکشاف کے بعد نہ ہوتے تو مخالفین ضرور آپ کی زندگی میں آپ سے اس امر کا مطالبہ کرتے۔ مگر آپ کے ان اعلانات و اطلاعات کے بعد کسی نے اس کا مطالبہ نہ کیا۔

ششم۔ مصلح موعود کا الہامی نام محمود ہے۔ آپ نے اپنے بڑے لڑکے کا نام اس کے مطابق محمود رکھا اگر یہ درست نہ تھا تو خدا تعالیٰ کو چاہیئے تھا کہ وہ اسے منسوخ کر دیتا اور اس بارہ میں آپ کو صحیح اطلاع دے دیتا۔ آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ یہ غلطی تو بقول اہل پیغام بڑی خطرناک تھی اس کی اصلاح ضروری تھی۔

ہفتم۔ اللہ تعالیٰ بڑے لڑکے کو بھی بشیر اول کی طرح وفات دے دیتا تاکہ اس کے نام سے مغالطہ نہ لگتا۔ اور یہ ثابت ہو جاتا کہ وہ تو عمر پانے والا نہیں۔ اس لئے باوجود محمود نام پانے کے بھی وہ مصلح موعود نہیں۔ مصلح موعود کے لئے تو عمر پانا ضروری ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ تو اس کا نام منسوخ کیا۔ اور نہ ہی اسے وفات دی۔ اور اس طرح اپنے اس عملی سلوک سے بھی یہ بات ثابت کر دی کہ جس لڑکے کا نام محمود رکھا گیا ہے۔ وہی مصلح موعود ہے نہ کہ کوئی اور۔

(۵) مصلح موعود کے متعلق کامل انکشاف کے بعد پانچویں اطلاع

اگر کوئی شخص اس امر پر ضد کرے کہ آپ کو اپنے اطلاعی اعلانات میں ضرور اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں تھے کہ جن سے یہ سمجھا جاتا کہ آپ کو اس بارہ میں کامل انکشاف ہو چکا تھا اور آپ نے خدا تعالیٰ کی وحی و الہام سے اطلاع پا کر ہی اس کے مصداق کے متعلق تعیین کی تھی تو میں کہتا ہوں کہ آپ نے ایسا بھی کیا تھا۔ چنانچہ اول تو آپ نے تریاق القلوب میں چاروں لڑکوں کے متعلق ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا:-

"خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کا بذریعہ الہام فروری ۱۸۸۶ء میں وعدہ دیا تھا۔ اور اس کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

دیکھو میری شادی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے" صفحہ ۴۳

پھر مزید لکھا:-

"الہام نے بتلایا تھا کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور ایک کوا تے ہیں

سے ایک مرد خدا سیٹھ حسن صاحب نے بیان کیا ہے سو خدا تعالیٰ نے اس کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۳ طبع ۱۹۰۲ء)

اس کے بعد ۱۹۰۷ء میں آپ نے جو دعائیں اُن کے متعلق فرمائی ہیں ان میں اس خاص موعود کے متعلق بعض شعر درج فرمائے ہیں جن میں الہامی انکشاف کا ذکر موجود ہے۔ وہ شعر یہ ہیں:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا!
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ان اشعار میں بشارت کا لفظ دو دفعہ موجود ہے۔ دوسرے ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ موعود لڑکا اس وقت موجود ہے نہ کہ آئندہ پیدا ہوگا جیسا کہ "ہے" کا لفظ اس امر پر دال ہے یہ "ہے" کا لفظ اس جگہ حال کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ استقبال کے لئے خدا تعالیٰ نے اس سے آگے "الگ ہوگا" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس کے ظہور محبوب الٰہی بننے کے لئے "ہوگا" کا لفظ رکھا ہے۔ مگر اس کی موجودگی کے اظہار کے لئے "ہے" کا لفظ لایا گیا ہے۔ "ہوگا" کے الفاظ کا اکٹھا استعمال اور ان کا فرق اور پھر "بشارت" کے لفظ کا یہاں موجود ہونا صاف بتا رہا ہے کہ آپ نے کامل انکشاف ہی سے اسکی موجودگی کی اطلاع دی تھی۔ اور یہ بشارت خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے قبل جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے لڑکے کا نام پیشگوئیوں کے بیانات کے ماتحت محمود رکھ چکے تھے۔ جو کہ مصلح موعود کا نام ہے اور پھر بار بار اس کے متعلق اطلاع بھی دے چکے تھے۔ اور اسے مصداق ٹھہرا چکے تھے۔ اس شعر والی بشارت نے آپ کی اطلاعات کی تائید و تصدیق کر دی کہ وہ لڑکا اس وقت موجود ہے اور یہ بتا دیا کہ اگرچہ سبھی لڑکے بشارات و الہامات کے ماتحت پیدا ہونے کی وجہ سے اپنی اپنی جگہ نشان ہیں۔ مگر ان میں سے ایک لڑکا خاص طور پر نشان ہے۔ اس کے محبوب الٰہی ہونے کا ظہور ابھی آئندہ وقت ہوگا۔ گویا پہلے مصرعہ میں اس کی پیدائش کے وقوع میں آجانے اور اس کے موجود ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے میں آئندہ کسی وقت اس کے عملاً مصداق بننے کا۔ کیونکہ اس کے ساتھ ان دونوں پہلوؤں کا تعلق تھا۔

کوئی ہمیں بتائے کہ بشارت کا لفظ کامل انکشاف پر دلالت کرتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کرتا ہے تو پھر انتظار کیسا۔ اسی طرح "ہے" اور "ہوگا" کا بالمقابل استعمال و فرق اصل حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد کے بعد الہام و بشارت نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ لڑکا موجود ہے۔ تو پھر اس کی انتظار چوتھی صدی پر بیکار ہے۔

پس یہ امر متعین ہو گیا کہ وہ موعود خاص اسی اولاد میں موجود ہے۔ اور وہ وہی ہے جسے آپ نے پیشگوئیوں کے مطابق اپنے اجتہاد سے بھی موعود خاص سمجھا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے جہاں محمود کی پیدائش سے ذرا قبل الہامات کے ذریعہ سے اس کے متعلق بشارات میں ارشادات کر دیئے تھے۔ وہاں اس کی پیدائش کے بعد بھی بشارت دے کر یہ بتا دیا کہ وہ پیدا ہو چکا ہوا ہے۔ اور موجودہ اولاد کے اندر موجود ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ اس سے کام لے گا تو اسکے محبوب خدا ہونے کی شناخت بھی ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے آپ نے نصیحت میں اس کے متعلق یہ تحریر فرمایا تھا کہ اگرچہ اس وقت بھی اس میں اسکی صفات نظر نہیں آتیں مگر اسکی شناخت اپنے وقت ہوگی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوربین نگاہ نے دیکھ لیا کہ بعض لوگوں کی نظر میں وہ ایک معمولی انسان دکھائی دے گا اور وہ ان کے بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے گا اور وہ یقیناً اس کی شناخت میں ٹھوکر کھائیں گے۔ اس لئے آپ نے اس کے متعلق جماعت کو ہشیار کر دیا مگر ٹھوکر کھانے والوں نے پھر بھی نہ سمجھا اور ٹھوکر کھائی اور اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں جو گرے ہیں جو انکی انتہائی بدقسمتی کی دلیل ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ ایک قسم کا کامل انکشاف کسی پیشگوئی کے مصداق کے ظہور ہی پر ہوا کرتا ہے جیسا کہ بعض جزئیات نہیں ان کا پورا پورا انکشاف بعض مصالح کی بنا پر اپنے وقت پر جا کر ہوتا ہے ایسا انکشاف اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ پر فرما دیا ہے۔ اور آپ کو یہ بتا دیا ہے کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ دوسرے جماعت کے بعض احباب پر بھی اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو رؤیا و کشوف کے ذریعہ سے کھول دیا ہے۔

تیسرے پیشگوئیوں میں چونکہ ایک پہلو اخفاء کا بھی ضرور ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ اسے بھی کسی پہلو سے مخفی رکھتا اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اہل پیغام کو ان کی کرتوتوں کی وجہ سے جو ابتلاء درپیش تھے۔ وہ کس طرح ظاہر ہوتے پیشگوئیوں کے ساتھ ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلتا چلا آیا ہے پس یہ ضروری تھا کہ ایمان کے کچے ان فتنوں میں مبتلا ہو کر جماعت سے الگ ہو جاتے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ الٰہی سنت ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔۔۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اطلاعات تو اور بھی ہیں مگر مضمون کے اختصار کے پیش نظر میں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور اسی قدر اطلاعات پر اکتفاء کی ہے۔

چوتھے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک قسم کا انکشاف کسی موعود کے کارناموں کے ظہور پر ہوا کرتا ہے سو وہ بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ مگر یہ حصہ طویل تفصیلات کو چاہتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا تو اپنے موقعہ پر بیان ہوگا اب اس کے بعد اہل پیغام کے بعض مزید اعتراضات کا جواب ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

لٹریچر شائع کرنے والی جماعتوں کے لئے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا فرمائی

حال ہی میں صوبجات آندھرا و میسور کی بعض جماعتوں نے اپنے خلوص و ایثار کا اظہار کرتے ہوئے سلسلہ کا کچھ تبلیغی لٹریچر اپنے خرچ پر طبع کروا کر تقسیم کے لئے نظارت ہذا میں بھجوایا ہے جس کی تفصیل بدر کی ایک سابقہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ اس کی اطلاع سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دی گئی تھی۔ اور اس سلسلہ میں تعاون کرنے والی جماعتوں اور احباب کے نام بھی حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے گئے تھے اس کے جواب میں محترم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اپنی چٹھی مورخہ ۹/۱۲/۵۸ میں تحریر فرمایا کہ:۔

"آپ کی ارسال کردہ فہرست کتب جو جماعت ہائے احمدیہ بھارت نے شائع کی ہیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ملاحظہ میں آئی۔ بعد ملاحظہ حضور ایدہ اللہ الودود نے ان تمام جماعتوں کے لئے جنہوں نے اشاعت میں حصہ لیا ہے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت بخشے۔"

کتنی خوش قسمت ہیں وہ جماعتیں جو اشاعت لٹریچر کے لئے مالی قربانی دے کر حضور انور کی دعا کی مستحق ہوئی ہیں۔ یہ اعلان یقیناً ایسی تمام جماعتوں کے لئے رشک اور تحریک اشاعت لٹریچر کا باعث ہوگا جو اب تک اس سعادت میں حصہ نہیں لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ دوسری جماعتوں اور احباب کو بھی حضرت امام ہمام سیدنا المصلح الموعود کی مؤثر دعاؤں کا مستحق بنائے۔ آمین۔

خاکسار ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شکریہ۔ سید محمد صاحب ایک کا پیگوڑا (حیدر آباد دکن) کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں اُنہوں نے مبلغ ۲/- روپے دفتر اخبار بدر کو بھجوائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ سید احباب جماعت، بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے۔ زکریٰ حکیم مولوی محمد دین مبلغ جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن۔

ایک درخواست خاکسار قبل ازیں کچھ دن کی رخصت پر اڑیسہ گیا تھا۔ واپسی پر مجھے افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ میرے بعض خطوط وغیرہ جن میں بعض ربوہ کے بھی تھے رانچی میں ہی ڈاکخانہ والوں کی لاپروائی سے ادھر اُدھر ہو گئے ہیں۔ لہذا بزرگان سلسلہ اور احباب کرام میں سے اگر کسی کو ضروری امر کا جواب مطلوب ہو تو دوبارہ تحریر کرنے کی تکلیف فرمائی جائے۔ فقط خاکسار سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ خادم سلسلہ مقیم آشیانہ رانچی بہار ۱۸/۱۲/۵۸

درخواستہائے دعا۔ (۱) میرے خسر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اور خورشید احسن صاحب کی بینائی میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے نیز مکرم حبیب اللہ خان صاحب آف کانپور کے دو لڑکے عزیز آفتاب احمد اور ارشاد احمد نیز خان صاحب موصوف کی اہلیہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب کرام ان سب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) میرے نسبتی برادر عزیزم مسعود احمد صاحب سلمہ بی۔ ایس۔ سی کا امتحان حیدرآباد میں دے رہے ہیں۔ انکی نمایاں کامیابی کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید شہامت علی سیر بھاگر تا

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام جناب مودودی صاحب کی نظر میں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۴)

رفع جسمانی

یہ عقیدہ کیونکر پیدا ہوا؟

حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر اپنے حواریوں کے سامنے تمثیلی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اور انہیں اکثر اسی بولی میں سمجھایا بجھایا کرتے تھے۔ بلکہ متی کی انجیل ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً اپنے حواریوں کو اسی زبان میں مخاطب فرمایا کرتے تھے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ

> یہ سب باتیں یسوع نے بھیڑ سے تمثیلوں میں کہیں اور بغیر تمثیل کے وہ اُن سے کچھ نہ کہتا تھا۔

ممکن ہے کہ اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ حواریوں کا شعور پختہ نہ ہوا ہو اور انہیں ہر بات تمثیل میں سمجھانے کی ضرورت ہو یا انہوں نے یہودیوں کے شر سے بچنے کے لئے یہ طریق خطاب اختیار کیا ہو۔

قرآن کریم میں ویکلم الناس فی المھد وکھلا جو آیا ہے اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسیح تمثیلی زبان کا ماہر ہوگا اس لئے کہ بچے مثالوں سے زیادہ فائدہ اور حظ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی عادت کے ماتحت اپنی موت و زندگی کے متعلق بھی اشارہ والی اشارہ پیرایہ میں باتیں کی تھیں جیسے معجزہ یونس کے ظہور کا وعدہ جس کا ذکر متی کی انجیل میں دو جگہ آتا ہے۔ یعنی ۱۲/۳۹-۴۰ اور ۱۶/۴ میں۔

اور لوقا کی انجیل ۲۴/۷ میں یہ قول درج ہے کہ :-

> ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور مصلوب ہو اور تیسرے دن جی اُٹھے۔

پھر اسی لوقا نے جناب مسیح کا قول نقل کیا ہے کہ یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے گا ۲۴/۴۶۔

حضرت مسیح کی زبان سے اکثر اسی قسم کی گول مول باتیں سننے کے بعد اسی وقت ایک طبقہ کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ وہ مر کر جی اُٹھے گا اور پھر آسمان کی طرف چلا جائے گا۔ ان لوگوں نے واقعہ صلیب کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھا۔ اور جب کوئی مشتبہ امر ظاہر ہوا انہیں مسیح کی پیشگوئی یاد آ گئی۔ اسی طرح مسیحیوں میں شروع سے ان کے زندہ آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کا عقیدہ پایا جاتا تھا

جیسے متی کی انجیل میں ہے کہ جب گلیل کی چند عورتیں ان کو ڈھونڈھنے آئیں۔ اور قبر میں نہ پایا تو

> فرشتے نے عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو ڈھونڈتی ہو جو مصلوب ہوا تھا وہ یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ اپنے کہنے کے مطابق جی اُٹھا ہے ۲۸/۵۔

مسلمانوں کا عقیدہ

یہ تو عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ اگر عام طور پر مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ بلکہ خدا نے ان کو ایک فرشتے کے ذریعہ کرہ کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیا۔ لیکن بعض مفسرین کا عیسائیوں کی طرح یہ خیال ہے کہ وہ صلیب پر مرے تو ضرور مگر پھر جی اُٹھے۔ اور جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ تفسیر جلالین کے حاشیہ کمالین میں درج ہے۔

جناب مودودی صاحب پہلے گروہ میں نظر آتے ہیں وہ ولکن شبہ لھم کے ماتحت لکھتے ہیں کہ

> مسیح صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے اُٹھائے گئے تھے پیلاطوس کے دربار میں پیشی آپ ہی کی ہوئی تھی مگر صلیب پر کسی اور کو چڑھایا۔

اسی طرح متوفیک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ

> وہ جس نے آخری وقت میں ایلی ایلی لما سبقتنی کہا تھا اور وہ جس کی صلیب پر چڑھی ہوئی حالت کی تصویر تم لئے پھرتے ہو وہ مسیح نہ تھا۔ مسیح کو تو خدا نے پہلے ہی اُٹھا لیا تھا۔

عقیدۂ حیاتِ مسیح کی حکمت

یہ تو جناب مودودی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا خیال ہے۔ لیکن ایک ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خیال کسی حقیقت پر مبنی نہیں۔ بلکہ فرط عشق و محبت کا نتیجہ ہے یا شدت یاس و ناامیدی کا۔ یا یہ یہودیوں کے بغض و عداوت سے بچنے کے لئے یہ خیال وضع کیا گیا۔ ایسے مثالات کی نظیر ہر قوم کی روایات میں مل سکتی ہے۔ دراصل یہ خیال کچھ دور اندیش اور دانا لوگوں کے فکر کا نتیجہ ہوتا ہے جو وہ کسی حکمت و مجبوری کے باعث مشہور کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب نے بھی ان کے معتمد حواریوں کو اس عقیدے کی اشاعت پر مجبور کر دیا تھا۔ اس لئے کہ یہودیوں نے جس طرح جناب مسیح کے خلاف ایجیٹیشن جاری کیا تھا اس کی موجودگی میں ان کے دوبارہ گرفتار ہونے کا زبردست اندیشہ تھا۔ یہ حالت دیکھ کر ان کے اصحاب اور راسخ شاگردوں نے رفع جسمانی والے خیال کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اسی خیال کو پیش کر کے انہوں نے مسیح کے شاگردوں کو تسلی دی۔ اور یہودی سرا غرسانوں کو ایک مغالطہ میں رکھا اور اس وقت حالات بھی کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے جس سے اس خیال کی اشاعت میں مدد ملتی گئی۔

صورتِ واقعہ پہلا قصہ تو یہ ہوا کہ جب مسیح علیہ السلام یوسف اور نقودیمس کی خدمت گذاری سے ہوش میں آ گئے۔ تو ان کے سامنے بھی اپنی دوبارہ گرفتاری کا اندیشہ آیا اور انہوں نے بھی اس واقعہ کو مخفی رکھنا ضروری سمجھا پس ایسا ہوا کہ جب وہ گلیل کی طرف آنے کے لئے حلیہ تبدیل کر رہے تھے۔ اس وقت کچھ عورتیں ان کی زیارت کو آئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ قبر کے منہ پر جو پتھر پڑا تھا وہ لڑھکا ہوا ہے۔ وہ یہ دیکھ کر گھبرائیں اور مسیح کے شاگردوں کو خبر دی انہوں نے آ کر دیکھا کہ قبر میں مسیح نہیں بلکہ ان کے سوتی کپڑے پڑے ہیں اور وہ رومال بھی ایک طرف لپٹا پڑا ہے جس سے ان کا سر بندھا تھا۔ یہ دیکھ کر شاگرد تو گھر کو لوٹ آئے مگر مریم مگدلینی وہیں کھڑی رہیں۔ یوحنا ۲۰/۱-۱۱۔

پھر لوقا کی انجیل میں آتا ہے کہ جب یہ عورتیں قبر کے پاس کھڑی تھیں تو انہیں دو سفید پوش وجود نظر آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ زندے کو مردے میں مت ڈھونڈو ۲۴/۲-۸۔

"واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں فرشتے "اسینز فرقہ" کے دو نوجوان تھے جو قبر مسیح کی حفاظت پر متعین تھے۔ اور غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اسینزی فرقہ جس کا کتاب مذکور میں ذکر آتا ہے جناب مسیح کے متعدد حواریوں کی جماعت تھی۔ اور اس کے بہت سے افراد بڑے صاحب اثر و رسوخ تھے۔ جیسے یوسف اور نقودیمس اور بہت سے ممبر حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز تھے۔ دراصل یہی لوگ مسیح کے حقیقی رازدار تھے۔

خفیہ انجمن انجیل کے بعض مقامات سے مسیح کے ان رازداروں اور ان کی انجمن کا پتہ لگتا ہے۔ جس سے پطرس اور یوحنا جیسے حواری کچھ ناواقف تھے۔

لوقا نے ۲۲/۷-۱۳ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مسیح عید فطر ایک ایسے مہمان خانہ اور آراستہ بالاخانہ میں منائی جس کا ان کے مشہور حواریوں کو بھی علم نہیں تھا۔ "واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت" سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس طرح کی انجمنیں اور مہمان خانے ملک کے شہروں دیہات میں پھیلے ہوئے تھے اور یہ اسینزی فرقہ کی مخصوص جماعتیں تھیں۔ جن کے خود جناب مسیح بھی ایک ممبر تھے یا صدر اعلیٰ۔

دراصل اسی فرقہ نے ان کی جان بچانے میں بڑی دانائی اور وفاداری کا ثبوت دیا۔

دوبارہ جی اُٹھنا اور یہ بات کہ مریم مگدلینی اس کو قبر میں اسینزی فرقہ کے جوان ملے تھے۔ اس کی ایک واضح دلیل مرقس کی انجیل ۱۶/۴ میں بھی موجود ہے

ان عورتوں نے اسینزی فرقہ کے نوجوانوں کی بات سننے کے بعد گلیل جا کر مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے اور فرشتے کے ذریعہ آسمان پر جانے کا پروپیگنڈا کر دیا۔ یہ پروپیگنڈہ اقتضاء وقت کے مطابق تھا اس لئے کسی باخبر حواری نے اس کی تردید نہیں کی۔ ادھر جناب مسیح نے حلیہ تبدیل کیا اور گلیل کی راہ لی۔

انجیل یوحنا میں آتا ہے کہ اس کے بعد وہ تین بار اپنے حواریوں پر ظاہر ہوئے پہلے تو وہ اتوار کو یعنی صلیب کے تیسرے دن ان سے ملے۔ اور سب سے پہلے انہوں نے ان شاگردوں کو تسلی دی جو یہودیوں کے خوف سے گھر کے دروازے بند کئے بیٹھے تھے۔ دوسری مرتبہ وہ آٹھ دنوں کے بعد ان پر ظاہر ہوئے۔ اور تیسری مرتبہ تبریاس کی جھیل کے کنارے اپنے شاگردوں کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے ساتھ مچھلی کھائی

ہجرت "واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت" میں مذکور ہے کہ وہ فرط محبت اور جوش تبلیغ میں بار بار اپنے حواریوں اور زیر تبلیغ اشخاص سے ملا کرتے تھے۔ وہ کئی بار یروشلم بھی آئے حتیٰ کہ یہودیوں کو بھی آہٹ سی ہو گئی۔ اسینزی فرقہ کی طرف سے بار بار اس طرف ان کی توجہ مبذول کرائی گئی۔ مگر وہ محبت بھرے دل والے آدمی نہ تھے۔ اس لئے وہ اپنے زخم کے مندمل ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ اور جب وہ سفر کرنے کے قابل ہو گئے تو پھر ایک بار ایک پہاڑی کے نزدیک اپنے حواریوں پر ظاہر ہوئے۔ اسی دن انہوں نے ہجرت کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ وہ شام کا وقت تھا۔ فضا ابر آلود تھی۔ اور پہاڑ پر بھی بادل کے ٹکڑے تیر رہے تھے جناب

مسیح نے اس جگہ اپنے حواریوں سمیت بڑی لمبی دعائیں کیں۔ وہ دعائیں کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اور دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے حواریوں کو سجدہ ہی میں چھوڑ کر پہاڑ کی دوسری طرف چلے گئے اور اس ملک سے ہجرت کر لی۔ حواریوں نے جب کچھ دیر بعد سجدہ سے سر اٹھایا تو مسیح کو غائب پایا۔ انہوں نے مسیح کی اس غیبوبت کا یہ مطلب سمجھا کہ وہ ان بادلوں کے ذریعہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ جناب مسیح کی بعض پیشگوئی میں یہ آتا ہے کہ

تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ متی $\frac{26}{64}$

اس پیشگوئی کے مطابق حواریوں نے یہ سمجھا کہ وہ بادل ہی پر آسمان سے آیا تھا اور بادل ہی پر آسمان کی طرف چلا گیا۔ خود مسیح اور ان کے باخبر حواری بھی یہودیوں کے خطرے سے بچنے کے لئے اسی قسم کا پروپیگنڈا کیا کرتے تھے۔ اور یہ بات کچھ اس طرح مشہور کی گئی تھی کہ بعض حواری (جیسے لوقا) مسیح کو چھونے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود یہ سمجھتے تھے کہ یہ مسیح نہیں بلکہ ان کی روح ہے۔ جو محض ہماری تسلی کے لئے باپ کے پاس سے آتی ہے۔

رفع جسمانی کی حقیقت

پس مسیح کے رفع جسمانی کی یہی حقیقت ہے۔ اور یہ خیال محض مسیح کی بعض تمثیل سے پیدا ہوا تھا۔ یا یہودیوں کو مغالطہ دینے کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں تھی۔ اسی لئے قرآن مبین اور سنت رسول اللہ صلعم میں اس کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔

قرآن کریم تو اسے صاف طور پر سنت الٰہی کے خلاف قرار دیتا ہے۔ اس میں تو صاف آیا ہے کہ

فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون (اعراف ع۲)

یعنی انسان کی موت و حیات اسی زمین پر مقدر ہے۔ ایک مرتبہ جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے یہی سوال کیا تھا کہ اگر آپ خدا کے سچے نبی ہیں تو ذرا آسمان پر چڑھ جائیے۔ مگر خدا نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا کہ

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل ع۲)

یعنی یہاں بھی خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پیش کی اور فرمایا کہ انسان اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا

اعجوبہ پرستی

مگر انسان کچھ اعجوبہ پرست واقع ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ اقانشاس صفت الٰہی کی مخالفت کر کے کارخانہ قدرت کو

عجائب خانہ بنانا چاہتا ہے۔ اسی لئے اکثر ہمارے علماء بھی مسیح کے رفع جسمانی کی صداقت پر واقعہ اسرا کو پیش کرتے ہیں مگر اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے وہیں اس کو ایک رؤیا یعنی خواب قرار دیا گیا ہے

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس

اور اگر اسے جسمانی واقعہ قرار دیا جائے تو یہ

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

سے معارض ہو جاتا ہے

حقیقت رفع از قرآن

پھر یہی لفظ رفع جس سے لوگوں نے حیات مسیح پر استدلال کیا ہے قرآن کریم میں بار بار استعمال ہوا ہے۔ انبیاء کے متعلق بھی اور غیر انبیاء کے متعلق بھی۔ بلکہ اس کا استعمال غیر ذی روح کے لئے بھی ہوا ہے مگر کہیں رفع جسمانی مراد نہیں لیا گیا۔ جیسے ایک جگہ خدا نے ادریس نبی کی شان میں فرمایا کہ ورفعناہ مکانا علیا یہاں تو رفع کے ساتھ مکان کا لفظ بھی ہے مگر جناب مودودی صاحب نے اس کو رفع جسمانی قرار نہیں دیا ہے۔

پھر خدا نے مومنوں کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ

یرفع اللہ الذین اٰمنوا (مجادلہ ع۲)

یعنی اللہ مومنوں کا رفع کرے گا۔ بلکہ خدا نے غیر ذی روح کے حق میں بھی یہ لفظ کہا ہے خدا نے سورۂ نور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے گھروں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہٗ۔

یعنی وہ گھر جنہیں خدا نے اذن رفع دیا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اب کون کہتا ہے کہ ان گھروں کو اللہ نے فرش دیوار اور چھت کے ساتھ اٹھا لیا ہے

حقیقت رفع از احادیث

قرآن کریم کے بعد احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے۔ مگر کتنے تعجب کا مقام ہے کہ صحیح احادیث کا تو ذکر کیا۔ کوئی ایسی موضوع حدیث بھی نہیں ملتی جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیح کو خدا نے اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ بلکہ جب احادیث کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ یقین اور محکم ہو جاتا ہے۔ کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں مسیح کے رفع جسمانی کا ذکر نہیں۔ اس میں ان کے رفع روحانی کا ذکر ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے تو علماء کو یہاں تک چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی حدیث دکھا دے گا تو اسے بیس ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۹۲)

شکایت

نتیجۂ فکر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

زمیں کی ایک گردش نے سحر کو شام کر ڈالا
وہ جس سے کار زارِ زندگانی میں حرارت تھی
جہانداروں پہ تو برقِ غضب تو نے گرائی تھی
فنا ہوتا ہے قطرہ جیسے دریا سے جدا ہو کر
جب آیا ہیں مٹا کر وحدت و کثرت کے جھگڑے کو
تھا مشتِ خاک جب تک محو تھا تیری تجلی میں

رُبابِ زیست کو وقفِ غمِ ایام کر ڈالا
بتا کیوں تو نے اے ساقی تہی وہ جام کر ڈالا؟
مگر اہلِ وفا میں مجھ کو کیوں بدنام کر ڈالا
تری رحمت نے میرا بھی وہی انجام کر ڈالا
تو اپنا راز خود ہی کیوں نہ تو نے عام کر ڈالا
بنا کر آدمی مجھ کو اسیرِ دام کر ڈالا

لئے بیٹھا ہے قیصر بے تاب دل میں شوقِ نظارہ
نہ جانے تو نے کیوں پھر بند کشفِ عام کر ڈالا۔

پٹنہ میں تبلیغی اجلاسات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بہار

$\frac{12}{58}$ کو انفرادی طور پر بعض مسلمان اور پیروں کو تبلیغ کی گئی۔ بعد نماز مغرب جائے پر سید اختر احمد صاحب اورینوی نے بعض پروفیسروں اور طلباء کو مدعو کیا۔ ایک گھنٹہ تک حالات حاضرہ اور مسلمانوں کے موضوع پر خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے بعد سوالات وجوابات کا سلسلہ بھی ہوا۔

$\frac{12}{58}$ ۷ مغرب سے پہلے خاکسار اور محترم مولوی فضل الدین صاحب رکھشا کے ذریعہ سے مکرم نور صاحب کے مکان پر پہنچے۔ بعد نماز مغرب مکرم مولوی فضل الدین صاحب کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ خاکسار نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں حالات حاضرہ کے متعلق" کے موضوع پر ۱½ گھنٹہ تقریر کی۔ یہ محلہ خالص مسلمانوں کا ہے۔ یہاں کسی بزرگ کا مزار بھی ہے۔ تیس پینتیس غیر احمدی دوست بھی شریک اجلاس ہوئے۔

تمام حاضرین نے تقریر نہایت غور سے سنی۔ مکرم مولوی فضل الدین صاحب صدر جلسہ نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

کنز العمال کی ایک حدیث ہے اس میں یہی لفظ رفع ہے۔ اس کا صلہ الیٰ بھی ہے۔ اور آسمان کا ذکر بھی موجود ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ

جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو ساتویں آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہے۔

یہ کیسی واضح حدیث ہے۔ اس میں آسمان کا ذکر بھی ہے مگر کسی نے اس سے رفع جسمانی نہیں سمجھا۔ پھر لطف یہ کہ اس میں رفع کا لفظ الیٰ کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ علماء کی طرف سے بل رفعہ اللہ الیہ میں یہ نکتہ نوازی کی گئی ہے کہ اس میں رفع کا صلہ الیٰ ہے۔ لہٰذا یہاں رفع جسمانی ہونا چاہیے۔ اس حدیث شریف میں اس کا شافی جواب دے دیا گیا ہے۔ اس میں رفع کا صلہ الیٰ ہے۔ مگر رفع جسمانی نہیں بلکہ رفع روحانی کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ

ما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ

یہاں بھی متواضع بندے کا ذکر ہے۔ مگر رفع جسمانی نہیں سمجھا گیا۔

پھر تماشہ یہ ہے کہ تفسیر صافی میں وما محمد الا رسول الآیہ کی تفسیر کے ماتحت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا ذکر اسی لفظ رفع اور الیٰ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

حتیٰ اذا دعی اللہ نبیہ ورفعہ الیہ ثم

مگر کیا وجہ ہے کہ ہمارے علماء اس قول کے ہوتے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع جسمانی کے قائل نہیں۔

ہر نبا گر کسے پائندہ بودے
ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

اعلان نکاح

خاکسار کی ہمشیرہ ثریا بیگم کا نکاح صلاح الدین اینی ولد سیٹھ محمد دین صاحب اینی بازار تلواڑاں راولپنڈی سے بعوض گیارہ صد روپیہ مکرم میاں عطاء اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی امیر جماعت راولپنڈی نے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو راولپنڈی میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ آمین ثم آمین۔ خاکسار بشیر احمد اینی مبلغ سلسلہ احمدیہ ...

انسانی حقوق کا عالمگیر منشور

اقوام متحدہ نے پچھلے دس گیارہ سال میں بہت سے اچھے کام کئے ہیں ان کاموں کی اگر فہرست بنائی جائے تو اس میں سب سے پہلے انسانی حقوق منوانے کے لئے اقوام متحدہ کی کوششوں کا ذکر کیا جائے گا۔ کئی سو سال سے انسان اپنے حقوق کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ بعض دفعہ اسے اپنا حق ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ انسانی حقوق کو دبانے کی تاریخ میں بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ اور انہیں حاصل کرنے کے لئے جن لوگوں نے سرفروشی کی ہے ان کا نام تاریخ میں عزت سے لیا جاتا ہے۔

اقوام متحدہ کے وجود میں آتے ہی ممبر ملکوں کی ایک کثیر تعداد نے اس بات پر زور دیا کہ انسانی حقوق کا ایک منشور تیار کرنا چاہیئے تاکہ دنیا کے تمام انسانوں کو اپنے حقوق کا پتہ چل جائے۔ ان ملکوں کے سامنے انسانی حقوق کے کچلے جانے کی بہت سی مثالیں موجود تھیں انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا کہ رنگ مذہب و نسل اور قومیت کے نام پر انسانی حقوق کو کس طرح پامال کیا جاتا ہے۔ آج بھی دنیا میں ایسے ملک موجود ہیں کہ جہاں رنگ اور مذہب کی آڑ لے کر انسانوں سے جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ ان کی روح کو کچلنے کے لئے طرح طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں اور بےچارہ انسان خوف کی وجہ سے آواز بلند نہیں کر سکتا ہے۔

اقوام متحدہ بننے سے چند سال پہلے امریکہ کے صدر روز ویلٹ نے چار بنیادی آزادیوں کا اعلان کیا تھا جن کا مطلب یہ تھا کہ اگر انسان کو یہ چار آزادیاں مل جائیں تو انسانی حقوق آسانی سے منوائے جا سکتے ہیں ان چار بنیادی آزادیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) خوف سے آزادی (۲) تقریر کی آزادی (۳) مذہب کی آزادی (۴) معلومات کی آزادی۔

دنیا میں اکثر لڑائیاں صرف خوف اور ڈر کی وجہ سے ہوئی ہیں انسان خوف کے مارے جرم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ دوسروں سے نفرت کرتا ہے اپنے جیسے انسانوں پر ظلم کرتا ہے ان سب باتوں کے پیچھے خوف نظر آتا ہے اگر انسان کو کسی کا خوف نہ رہے تو اس کی زندگی جنت بن سکتی ہے۔

مسٹر روز ویلٹ نے دوسری بات یہ کہی تھی کہ انسان کو فکر سے آزادی ملنی چاہیئے کیونکہ انسان انسانیت کے لئے عذاب بن سکتا ہے اور پیٹ بھرا انسان صرف دل لگا کر کام ہی نہیں کرتا بلکہ دنیا میں امن و امان اور صلح کی ضمانت بھی بن سکتا ہے جب تک دنیا میں بھوکے انسان ملیں گے دنیا کا امن خطرے میں رہے گا۔

مذہب کے نام پر ہمیشہ سے جنگ ہوتی آئی ہے۔ ہر مذہب اپنے پیروؤں کو رواداری کی تعلیم دیتا ہے مگر مذہب کی آڑ لے کر دنیا میں اکثر قتل و غارت کا بازار گرم ہوا ہے اگر دنیا میں مذہب کی آزادی انسان کو حاصل ہو جائے۔ اور ہر انسان دوسرے انسان کا دل دکھائے بغیر اپنے عقیدے پر چل سکے تو دنیا میں لڑائی جھگڑے کی بڑی حد تک جڑیں کٹ جائیں گی۔

چوتھی بنیادی آزادی کا تعلق معلومات سے ہے۔ ناسمجھی اور بےخبری جہالت کے دوسرے نام ہیں۔ بعض ملکوں کے باشندوں کو آزادی سے خبریں سننے یا معلومات جمع کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ لوگ صرف وہی خبریں اور باتیں سن سکتے ہیں جو ملک کی حکومت انہیں سنانا یا بتانا چاہتی ہے اور بعض دفعہ اس بےخبری کے پردے میں دوسروں سے نفرت کرنا بھی سکھایا جاتا ہے۔ جس سے امن کی جڑیں کٹ جاتی ہیں اگر ہر شخص کو علم حاصل کرنے کی عام اجازت ہو تو وہ دوسرے ملکوں کے متعلق معلومات بڑھا سکتا ہے۔ دوسری قوموں کے متعلق اگر اس کے دل میں کوئی شبہ ہو تو معلومات کے ذریعہ اسے دور کر سکتا ہے اسی وجہ سے مسٹر روز ویلٹ نے معلومات کی آزادی کو بہت اہم قرار دیا تھا اور انسانی حقوق کی فہرست میں اسے اونچا درجہ دیا تھا۔

مسٹر روز ویلٹ کی بنیادی آزادیوں کو سامنے رکھ کر اقوام متحدہ نے ایک کمیشن مقرر کیا جس کا فرض انسانی حقوق کا منشور تیار کرنا تھا۔ کئی مہینے کی لگاتار محنت اور تلاش کے بعد اس کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بحث ہوئی اور آخر کار ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو انسانی حقوق کا منشور بغیر کسی اختلاف کے منظور ہو گیا۔ ہم نیچے اس منشور کا خلاصہ درج کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اقوام متحدہ نے انسانی تاریخ میں کس قدر زبردست کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

انسانی حقوق کا عالمگیر منشور

(۱) اس دنیا میں سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ اسلئے سب انسانوں کو ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے

(۲) انسان کے حقوق کا امیری یا غریبی سے کوئی تعلق نہیں چاہے یہ انسان کسی خاندان قوم یا ملک میں پیدا ہوا ہو اس کا رنگ سفید ہو یا سیاہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو یہ عورت ہو یا مرد اس کا سیاسی عقیدہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو یہ انسان اپنے حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) ہمیں زندہ رہنے اور زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہے۔

(۴) ہمیں کوئی غلام نہیں بنا سکتا۔

(۵) ہمیں کوئی ایسی سزا نہیں دے سکتا کہ جس کا مقصد ہمیں ذلیل اور بےعزت کرنا ہو۔

(۶) ہم دنیا بھر میں جہاں بھی جائیں ہمارے انسانی حقوق کو مانا جائے۔

(۷) قانون کی نظر میں سب انسان برابر ہیں۔

(۸) اگر کوئی ہمارا حق ہم سے چھینتا ہے تو ہمیں اس بات کی اجازت ہے کہ ہم اپنا حق حاصل کرنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔

(۹) اگر ہم نے کوئی بات قانون کے خلاف نہیں کی تو کوئی حکومت ہمیں قید یا نظربند نہیں کر سکتی اور نہ ہم کسی جرم کے بغیر دیس سے نکل سکتے ہیں۔

(۱۰) اگر ہم پر قانون توڑنے کا الزام لگایا گیا تو ہمارا مقدمہ سنے اور اس کا منصفانہ فیصلہ کرے۔

(۱۱) جب تک کہ ہم پر فرد جرم عائد نہیں کی جاتی اس وقت تک ہم بےقصور ہیں اور ہمیں کسی ایسے جرم کی سزا نہیں دی جا سکتی جو اس وقت ہم سے سرزد ہوا تھا۔ جبکہ وہ فعل جرم قرار نہیں دیا گیا تھا۔

(۱۲) کسی شخص کو قانون کی اجازت کے بغیر ہماری نجی خط وکتابت کھول کر پڑھنے کا حق نہیں ہے اور نہ کوئی شخص بغیر ہماری اجازت گھر میں داخل ہو سکتا ہے

(۱۳) ہمیں اپنے وطن سے باہر جانے اور آنے کی آزادی ہے۔

(۱۴) اگر ہم اپنے وطن میں اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے اور یہاں ہم سے بدسلوکی کی جا رہی ہے تو ہم کسی اور ملک میں جا کر سکونت اختیار کر سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہم نے اپنے ملک میں کوئی جرم نہ کیا ہو۔

(۱۵) ہمیں کسی قوم کا فرد ہونے کا حق حاصل ہے اور کوئی ہم سے یہ حق نہیں چھین سکتا اگر ہم ایک قوم سے نکل کر کسی دوسری قوم کا فرد بننا چاہیں تو اس کی بھی ہمیں اجازت ہے

(۱۶) مرد اور عورت بالغ ہونے کے بعد اپنی پسند کے مطابق شادی کر سکتے ہیں۔ اور انہیں ماں باپ بننے کا حق حاصل ہے۔ کسی کو زبردستی شادی کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۷) ہم تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائیداد خرید سکتے ہیں کوئی ہم سے جائیداد چھین نہیں سکتا۔ لیکن حکومت کو اگر عام باشندوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے اس کی ضرورت ہو تو وہ اس کو لے سکتی ہے

(۱۸) ہم آزادی سے سوچ بچار اور غور وفکر کر سکتے ہیں ہم جس مذہب اور عقیدہ کو چاہیں پیروی کر سکتے ہیں اور آزادی سے اپنی عقیدت کا اظہار کر سکتے ہیں

(۱۹) جو ہمارا جی چاہے لکھ سکتے ہیں اور آزادی سے جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں

(۲۰) ہم دوسروں کے ساتھ مل کر جماعت یا انجمن بنا سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس طرح انجمن یا جماعت بنانے سے کوئی رخنہ پیدا نہ ہو اور ہمیں کوئی شخص زبردستی جماعت یا انجمن میں شریک ہونے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔

(۲۱) ہمیں ووٹ دینے کا حق ہے ہم حکومت کی کارروائیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور حکومت نے عوام کے فائدہ کے لئے جو کام کئے ہیں ان میں برابر کا ہمارا حصہ ہے۔

(۲۲) بھوک اور بیماری سے بچنے کے لئے جو سہولتیں حکومت نے مہیا کی ہیں ان میں ہمارا حصہ ہے۔

(۲۳) جو کام ہم کر سکتے ہیں اسے کرنے کی ہمیں اجازت ہے۔ ہم اس کام کا معقول اجرت طلب کر سکتے ہیں۔ ایک قسم کے کام کے لئے ایک جیسا معاوضہ ہمیں ملنا چاہیئے۔ جہاں ہم کام کریں وہاں ہمارے آرام کا ضروری بندوبست ہو اور ہم کو حق حاصل ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ٹریڈ یونین یا اس قسم کی کوئی اور جماعت بنا لیں۔

(۲۴) ہمیں محنت کے بعد آرام کا حق حاصل ہے۔ کام کے لئے ایک خاص وقت معین ہونا چاہیئے اور سالانہ محنت کے بعد ہمیں تنخواہ کے ساتھ چھٹیاں ملنی چاہیئیں۔

(۲۵) بیماری کی حالت میں ہمارا علاج ہونا چاہیئے۔ ہمارے اخراجات کے لئے روپیہ ملنا چاہیئے ماؤں اور بچوں کے ساتھ خصوصیت کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

(۲۶) ابتدائی تعلیم سب کے لئے مفت ہونی چاہیئے۔ اور اگر ہمیں استطاعت ہو تو اس کے بعد بھی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

(۲۷) آرٹ اور سائنس سے ہم سب برابر کا فائدہ اٹھا سکیں اور اگر ہم نے آرٹ یا سائنس کا کوئی کارنامہ کیا ہے تو اس کا معاوضہ ہمیں ملنا چاہیئے۔

(۲۸) ہمیں ایسی دنیا میں رہنے کا حق حاصل ہے جہاں یہ سب حقوق مل سکتے ہیں۔

(۲۹) جہاں ہمارے حق ہیں وہاں دوسرے لوگوں کے بھی ہم پر حقوق ہیں مگر ہمیں اپنا حق منوانے کے لئے کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے دوسرے لوگوں کے حقوق پامال ہونے کا خطرہ ہو۔

(۳۰) اس منشور میں جن حقوق کا اعلان کیا گیا ہے کسی فرد یا جماعت یا قوم کو ان حقوق کو پامال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (ماخوذ)

زکوٰۃ

اگر آپ اپنے مال میں ترقی چاہتے ہیں تو اسکی زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو تیرہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ یہ ایک آزمودہ پر عمل کرنا دین اور دنیا میں فلاح پانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

پہلوں کے نقش قدم پر

(بقیہ صفحہ ۲)

۲۷ر جولائی ۱۸۹۶ء کو فیروزپور میں اس جہاں سے گزر گیا!! اور اپنی موت سے مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام کی برتری پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ مگر افسوس کہ نام نہاد علماء اسلام بجائے اس امر پر خوش ہونے اور خدا کے حضور سجدات شکر بجا لانے کے اب تک شور مچا رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی غلط نکلی اور نہیں جانتے کہ قرآنی اصولوں کے مطابق جب آتھم نے حضرت بانی اسلام کو برا بھلا کہنے سے رجوع کیا تو اُسے اس نبی عربی ﷺ کے صدقے زندگی نصیب ہوئی۔ لیکن جب اُس نے اس حقیقت کو چھپانا چاہا تو موت سے بچ نہ سکا!! ان فی ذالک لآیات لاولی النھٰی۔

چھٹے نمبر پر مقالہ نویس اپنے ہیش رو مولوی ثناء اللہ صاحب کا بڑے طمطراق سے ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب کے سب سے بڑے حریف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (مرحوم) تھے جو مرزا صاحب سے مناظرہ اور مباہلہ کرنے کے لئے قادیان میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا صاحب نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے مناظرہ ٹال مٹول کر دیا۔"

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا "مباحثہ" کی غرض سے قادیان آنا (جسے مقالہ نویس نے مناظرہ سے تعبیر کیا ہے) اور اُن کا حضرت اقدس سے مباہلہ کرنا درحقیقت دو الگ الگ واقعات ہیں اور چونکہ مؤخر الذکر کا مقالہ نویس کے ساتویں نمبر کے عنوان سے براہ راست تعلق ہے۔ اسلئے پہلے ہم موصوف کے قادیان میں آنے اور واپس جانے کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بزعم خود "مباحثہ" کی غرض سے ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان آئے حالانکہ حضرت اقدس اس سے ایک عرصہ پیشتر ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب انجام آتھم میں آئندہ کیلئے مباحثات کو بند کرنے کا اعلان فرما چکے تھے۔ البتہ آپؑ نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ قادیان میں آپؑ کے پاس آکر آپ کی تمام پیشگوئیوں کے متعلق منہاج نبوت کے مطابق تحقیق کریں۔ اور ساتھ ہی حضور نے قبل از وقت یہ اعلان بھی فرما دیا کہ

"وہ (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب) قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئینگے۔"

چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ گو مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان میں آئے مگر وہ تحقیق حق اور پیشگوئیوں کی تفتیش کیلئے حسب الارشاد نہیں آئے بلکہ اس لئے آئے کہ تا حضرت سے مباحثہ کریں۔ حالانکہ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے حضرت اقدس ایسے مباحثات کے ذریعہ جملہ مخالفین پر اتمام حجت کرنے کے بعد اس طریق کو مزید چنداں مفید نہ پاکر ایک عرصہ پیشتر ان میں حصہ لینے کو بند کرنے کا اعلان فرما چکے تھے۔ اور کسی جگہ بھی آپؑ نے مباحثہ کے لئے موصوف کو دعوت نہ دی تھی بایں ہمہ مولوی صاحب موصوف ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان میں آکر بجائے آپؑ کے پاس ٹھہرنے کے قادیان کے آریہ مندر میں ٹھہرے جس سے حضرت کی مذکورہ بالا پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اور پھر اس جگہ سے مولوی صاحب نے جو خط وکتابت حضرت سے کی۔ اس کے مطالعہ نیز اعجاز احمدی میں آپؑ کی طرف سے دعوت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس نے تو مولوی صاحب کو قادیان میں بغرض تحقیق بلایا تھا نہ کہ مباحثہ کی غرض سے مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباحثہ اور مجادلہ کا رنگ پسند کرتے تھے اور اس طرح ایک اکھاڑا قائم کرنا چاہتے تھے جس کو حضرت اقدس ایک عرصہ سے بند کرنے کا اعلان فرما چکے تھے۔ اس لئے باوجود مولوی صاحب کو حسب وعدہ منہاج نبوت پر آپؑ کی پیشگوئیوں پر تحقیق کرنے کی دعوت کے وہ اس بات پر قطعاً آمادہ نہ ہوئے۔ اور جب موصوف نے دیکھا کہ ان کو اپنے مقصود میں کامیابی نہ ہوئی تو قادیان سے واپس چلے گئے۔ پس یہ ہے حقیقت مولوی صاحب موصوف کے قادیان میں آنے اور پھر واپس چلے جانے کی۔ جو شخص بھی سنجیدگی سے خالی بالطبع ہو کر ان واقعات پر غور کرے گا اُس پر حقیقت الامر آشکارا ہو جائے گی۔

مقالہ نویس نے ساتویں نمبر پر لکھا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب نے اپنے سب سے بڑے حریف حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ میں سچا ہوں اور ثناء اللہ (مرحوم) جھوٹا ہے۔ یقین جان لو کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا۔ چونکہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں جھوٹے تھے اسلئے مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم کی زندگی میں مر گئے۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم بڑے لمبے عرصہ تک مرزا صاحب کی تردید کرتے رہے اور ان کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔"

بیشک حضرت اقدس نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے بارہ میں یہ لکھا تھا کہ:۔

"واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ عنقریب تین نشان ظاہر ہوں گے ... (۳) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۷)

اس سے قبل آپؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں دیگر علماء کے ساتھ مولوی ثناء اللہ کو بھی دعوت مباہلہ دی تھی۔ مگر نصاریٰ نجران کی طرح مولوی صاحب موصوف خاموش ہو کر رہ گئے لیکن اس کے بعد اعجاز احمدی لکھتے وقت حضور کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے مباہلہ کے لئے آمادگی کا علم ہوا تو آپؑ نے دوبارہ اُنہیں دعوت مباہلہ دی اور محولہ بالا عبارت میں اُنہیں چیلنج دیا۔ مگر اس موقعہ پر بھی مولانا کی ٹلتون مزاجی آڑے آئی اور یہ جواب دیا کہ

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

(الہامات مرزا صفحہ ۸۵ طبع دوم)

لیکن جب دوستوں نے مجبور کیا تو اہلحدیث ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء میں پھر مباہلہ کا چیلنج دے دیا جس کے جواب میں اخبار بدر مجریہ ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء میں اس چیلنج کو حضرت اقدس کی طرف سے منظور کئے جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو آپؑ نے مولوی صاحب موصوف کی ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء کی دعوت مباہلہ کے بالمقابل ایک دعائے مباہلہ شائع فرما دی۔ جس کے آخر میں صاف طور پر لکھ دیا کہ

"مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

اب اگر مولوی صاحب اپنی پہلی بات پر قائم رہتے تو بات بھی تھی۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے اس اشتہار کو شائع کرتے وقت یہ اعتراض اٹھایا اور صاف لکھا کہ

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔"

نیز لکھا:۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

لیجئے یہ ہے حقیقت مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ کی!! بیشک حضرت اقدس کی طرف سے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار میں کی گئی دعا دعائے مباہلہ تھی۔ مگر اس کا اطلاق صرف اُس صورت میں ہو سکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسے منظور کرتے۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ اسی کو کہتے ہیں کہ فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔

(اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء)

مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابلہ پر قسم کھائی یا اُنہوں نے بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کی!! واقعات بتاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائے مباہلہ شائع ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی موت سامنے نظر آنے لگی اُنہیں یقین ہو گیا کہ اگر میں مقابلہ پر مؤکد بعذاب قسم کھاؤں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ اُنہوں نے نہایت لجاجت سے لکھا:۔

"کوئی ایسی نشانی دکھا جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔"

(وطن ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

اور اخبار اہلحدیث میں لکھا:۔

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

نہ صرف یہ بلکہ اسی پرچہ اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے نائب ایڈیٹر کی طرف سے یہ بھی شائع کیا گیا جسے موصوف نے بھی تسلیم کیا کہ

"قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے ... خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے کہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کریں۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ عالم ۳)

اخبار اہلحدیث کے مقالہ نویس خدا ان حوالجات کو اخبار اہلحدیث کے فائلوں میں (جن پر اُنہیں بڑا ناز ہے) دیکھ کر اطمینان کرلیں۔ کیا ان کا پیش رو اپنے ہی قلم سے ایسی تحریریں شائع نہیں کر چکا۔ پس چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا اور اُس چیلنج کو نامنظور کر دیا کہ

"کاذب صادق سے پہلے مر جائے۔"

اسلئے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے مسلمہ اصل کے مطابق مسیلمہ کذاب کی طرح زندگی دے دی تاکہ وہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ وہ اپنے دعاوی اور طریق عمل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ویسے ہی ہیں جن کی طرف اُن کے نائب ایڈیٹر نے اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں اشارہ کیا تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کا لمبی عمر پانا باعث عبرت ہے نہ کہ موجب فخر و مباہات!! فاعتبروا یا اولی الابصار!!

آٹھویں نمبر پر مقالہ نویس لکھتا ہے کہ

"ہر نبی اور رسول یا مامور من اللہ کے آنے کے بعد اُن کے پیروؤں میں خوشحالی خوش باشی اخلاقی معاملاتی اقتصادی۔ معاشرتی تمدنی ترقیات خاطر خواہ ہو جایا کرتی ہیں۔ اور آنے

دالی فضا میں ان کے حالات میں مامور من اللہ ہونے کی صداقت کا اندازہ لگا سکتی ہیں۔ "مرزا صاحب کے بعد جو کچھ ہمارے بھارت میں ہوا اسے دنیا جانتی ہے خود مرزا صاحب کے بیٹے اور ان کے بہت سے پیرو اپنا وطن قادیان چھوڑ کر پاکستان چلے گئے اور ربوہ میں جا کر جو ایک ریگستان اور پہاڑی علاقہ ہے پناہ لی۔ جہاں درختوں کا بھی فقدان ہے۔"

(اہلحدیث ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی شخص شمس نصف النہار کے وقت اس کی آب و تاب اور روشنی اور اس کی تپش سے انکار کردے تو یہ چیز بجائے خود اس کی اپنی بے بصارتی اور بے حسی کی واضح دلیل ہے پس آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مطابق معترض نے جن خوبیوں کے کسی مامور من اللہ کی جماعت میں پائے جانے کا ذکر کیا ہے۔ بصیرت کی نگاہ رکھنے والی ہر آنکھ ان تمام خوبیوں کو بوجہ احسن جماعت احمدیہ میں دیکھ سکتی ہے۔ اگر معاصر کو جماعت احمدیہ میں ان خوبیوں کے پائے جانے سے انکار ہے۔ تو اس کی وجہ جماعت کا ان اوصاف سے تہی دامن ہونا نہیں بلکہ اس کی وجہ اس کی اپنی ہی بے بصیرتی ہے۔ یا پھر شاید وہ اس خیال کی مصداق ہے کہ ؎

کم من اثر الحسناء قلن لوجهها
حسدًا و بغضًا انه لذميم

بہرحال تقسیم ملک کے وقت جماعت احمدیہ کی اکثریت کے ہجرت کر جانے کا سوال ہے جماعت احمدیہ ہی منفرد نہیں بلکہ ملک ہند میں بسنے والے کم و بیش سبھی مسلم فرقوں کی حالت برابر ہے (جن میں ان کے پیشرو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی شامل ہیں) اس کے باوجود جماعت احمدیہ کو دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ میں جو امتیازی پوزیشن حاصل ہے۔ اس کی طرف مقالہ نویس نے خود ہی اشارہ کردیا ہے۔ یعنی تقسیم ملک کے وقت تمام ہندی مسلم جمعیتوں کے شیرازے بکھر گئے۔ ان میں جماعت احمدیہ ہی واحد جماعت ہے جسے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ایک نئے مرکز میں پھر جمع ہو جانے کی توفیق دی۔ اور اسے آب و گیاہ مقام میں ایک ایسا شاندار فعال مرکز کھڑا کر دیا جس کو دیکھ کر معاصر جیسے ہزاروں معترضین انگشت بدنداں ہیں۔

ہمیں ربوہ کی ابتدائی ریگستانی اور پہاڑی حالت سے انکار نہیں بلکہ یہی بات تو اس کی اہمیت اور عظمت کو دوبالا کرتی ہے۔ کیا معترض نے کبھی ان حقائق پر بھی نظر کی ہے کہ اگر ایک طرف قادیان سے ہجرت کے بعد ربوہ میں آباد ہو کر جماعت احمدیہ نے ایک عالیشان شہر بنا دیا جس کی رونق روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اس کی سڑکوں پر جا بجا سرسبز و شاداب درخت سایہ فگن ہیں۔ اور قدم قدم پر پانی کے نل جاری ہیں تو دوسری طرف جماعت کے ایک دوسرے حصہ کو خدا تعالےٰ کی قدرت نے ہر قسم کے مخالف حالات کے باوجود قادیان کے مقدس ایریا کی آبادی اور مقامات مقدسہ کی خدمت اور مشرقی پنجاب میں اسلام کا جھنڈا بلند رکھنے کی توفیق دی۔ جبکہ ارد گرد کی تمام مسلم جمعیتیں اپنے مراکز کو خالی کر گئیں (جن میں مولوی ثناء اللہ صاحب بھی شامل ہیں) مگر جماعت احمدیہ کا یہ دائمی مرکز کسی وقت بھی احمدی افراد سے خالی نہیں ہوا۔

یہ سب باتیں احمدیت کی صداقت پر آیات بینات کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں جس طور سے ہر دو مراکز احمدیت سے ساری دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ کا بے نظیر کام ہو رہا ہے۔ کیا روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے مقابل پر کوئی اور مسلم جماعت پیش کی جاسکتی ہے!

مخصوص طور پر جماعت احمدیہ کا یہ دوسرا مرکز قادیان جسے مقالہ نویس نے استخفاف کی نظر سے دیکھا ہے ساری دنیا میں اس کی اسلامی خدمات کی جد و جہد بے نظیر ہے۔ مگر جہاں تک قادیان کے مرکز اور اس کے ماتحت اندرون بھارت میں اسلامی خدمات کا سوال ہے۔ اس بارہ میں ہماری طرف سے "اہلحدیث" کو کھلا چیلنج ہے:- شتان بینہما!! ایک طرف تو ہماری جماعت کا ہر فرد ایک روشن مستقبل دیکھتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لئے پُر امید ہو کر نہایت تیزی سے آگے قدم بڑھا رہا ہے مگر دوسری طرف کچھ پراگندہ بھیڑیں ہیں جن پر ہر طرف سے یاس و قنوط کا عالم طاری ہے۔ یہ لوگ آگے بڑھنا تو در کنار اعلیٰ قیادت اور صحیح تنظیم کے لئے ترس رہے ہیں یہ صرف نام کے اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں مگر اس کی اصلیت سے ایسے ہی دور ہیں جیسے مشرق سے مغرب!! یہی وجہ ہے کہ وہ اس معمولی سی بات کو بھی سمجھ نہیں سکتے کہ اسلام کی مقدرہ نشأۃ ثانیہ مسلمانوں کے واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہوئے بغیر ممکن ہی نہیں۔ وہ اہل حدیث کہلاتے ہوئے اُن اقوال رسول کو دھکے دیتے ہیں جن میں اُنہیں کہا گیا تھا کہ "علیکم بالجماعۃ" یا "اَلا وھی الجماعۃ" کاش وہ اس حقیقت کو سمجھیں اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو کر وقت کے امام کو پہچاننے کی سعادت حاصل کریں تا جاہلیت کے انجام سے امن میں آجائیں۔ جس کی نسبت حضرت صادق و مصدوقؐ نے فرمایا کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ (او کما قال)

چندہ تعمیر چار دیواری بڑا باغ و مرمت مقامات مقدسہ میں

کم از کم یکصد روپیہ تک حصہ لینے والوں کے نام

قبل ازیں اخبار بدر کے پرچہ ۶ ر ۱۳ ر اور ۲۰ ر نومبر میں تعمیر چار دیواری بڑا باغ و مرمت مقامات مقدسہ میں حصہ لینے والے ان دوستوں کی فہرست شائع کی جاچکی ہے جنہوں نے کم از کم یکصد روپیہ یا اس سے زائد رقم ادا کی ہو۔ تاکہ ان کے اسماء مستقل یادگار و دعا کی غرض سے سنگ مرمر کی تختی پر کندہ کر کے مناسب جگہوں پر نصب کر دئے جا سکیں۔ بعض احباب کی طرف سے تصحیح کے لئے چٹھیاں موصول ہوئی تھیں۔ لہٰذا بعد تصحیح فہرست ایک بار پھر اخبار بدر میں شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ اس کے بعد جلد نام کندہ کرانے کا کام شروع کیا جاسکے۔

اس بارہ میں یہ بھی گذارش ہے کہ ابھی بڑے باغ کی چوتھی دیوار جانب ڈھاب کی تکمیل ہونی باقی ہے۔ اور اس حصہ دیوار کی تعمیر کا کام بھی جلد شروع کرایا جائے گا۔ ابھی وقت ہے کہ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لے کر اپنا نام مستقل یادگار و دعا کے لئے کندہ کرانا چاہیں وہ کم از کم یکصد روپیہ یا زائد کا وعدہ لکھا کر تین ماہ کے اندر اندر رقم مرکز میں بھجوا دیں کیونکہ اس حصہ دیوار کی تعمیر کے لئے بھی کثیر اخراجات کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ مخلصین جماعت جنہوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔ جلد وعدے اور رقم بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

فہرست چندہ دہندگان تعمیر چار دیواری بڑا باغ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نام	رقم
مکرم بابا خدا بخش صاحب درویش قادیان	۱۳۸۷-۰۰
" سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ	۵۰۷-۰۰
اہلیہ صاحبہ محمد عمر صاحب سہگل کلکتہ	۲۵۰-۰۰
" " محمد بشیر صاحب " "	۲۵۰-۰۰
مکرم محمد احمد صاحب خوری "	۱۰۰-۰۰
مجلس خدام الاحمدیہ "	۱۵۳-۰۰
" ڈپٹی محمد ایوب صاحب ایڈیشنل کلکٹر رانچی	۱۰۰-۰۰
محترمہ العزیزی خاتون صاحبہ اہلیہ " "	۱۰۰-۰۰
" صدیق امیر علی صاحب موگرال	۲۰۰-۰۰
اہلیہ صاحبہ " " "	۱۰۰-۰۰
" سید حسن صاحب معہ خاندان کالی کٹ گڑھ	۱۰۰-۰۰
" مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ	۱۰۰-۰۰
والدین مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر افریقہ	۱۰۰-۰۰
مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد	۱۲۵-۰۰
" میرزا اختر احمد صاحب پروفیسر پٹنہ کالج پٹنہ	۱۰۰-۰۰
" بی احمد صاحب مرکرہ	۱۹۵-۰۰
زیتون بی بی صاحبہ اہلیہ منشی خان صاحب کیرنگ	۱۱۲-۰۰
جماعت احمدیہ سکندرآباد	۶۳-۰۰
" مرزا بشیر علی بیگ صاحب مانکا گوڑہ	۲۸۰-۰۰
" مسعود احمد صاحب کویت	۱۰۰-۰۰
" سید یعقوب الرحمن صاحب سونگوڑہ	۲۲۰-۰۰
" میر عبد الجلیل صاحب شموگہ	۱۰۰-۰۰
" بیچا بینو صاحب انڈو نیشین کونسلر بمبئی	۱۰۰-۰۰
" مختار احمد صاحب ایاز ازلینڈ	۱۵۰-۰۰
" السید امین خلیل صاحب سیرالیون	۱۹۹-۰۰
" السید علی ساجر صاحب "	۲۳-۰۰
" ہاشم خان صاحب مخدوم ماریشس	۱۰۰-۰۰
" احمد عبد اللہ صاحب "	۱۰۰-۰۰
" عبد الرحمن صاحب عقلو "	۱۰۰-۰۰
" [illegible] سوکیا صاحب "	۱۰۰
سبحان ابنڈ کو "	۱۰۰-۰۰
" سید داؤد احمد صاحب [illegible]	[illegible]
" سیٹھ محمد [illegible] الدین صاحب [illegible]	۱۰۰-۰۰

نام	رقم
مکرم صدیق امیر علی صاحب موگرال	۱۶۰۰-۰۰
جماعت احمدیہ کویت	۳۸۱-۰۰
" محمد اسماعیل صاحب غوری یادگیر	۱۴۰-۰۰
" محمد الیاس صاحب "	۱۰۰-۰۰
خاندان سیٹھ محمد عبد الحی صاحب "	۵۰۰-۰۰
جماعت احمدیہ یادگیر	۱۳۷-۰۰
" رحمت اللہ خان صاحب دہلی	۱۰۰-۰۰
محترمہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ لاہور	۲۴۹-۰۰
" سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ	۱۰۰-۰۰
" محمد احمد صاحب جمشید پور	۱۰۰-۰۰
" ایم بشیر احمد صاحب کروناگاپلی	۱۰۰-۰۰
" ڈاکٹر شمیم احمد صاحب آرہ	۱۰۰-۰۰
" محمد اسحٰق صاحب کولمبو	۲۰۰-۰۰
" محمد ایوب صاحب ایس ڈی ایم ریٹائرڈ رانچی	۲۰۰-۰۰

اظہار تشکر اور درخواست دعا

سیدنا حضرت اقدس فضل عمر امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ہاں ایک بچہ تولد ہونے پر مبارکباد دی کے ساتھ اس کا نام [illegible] الدین تجویز فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں جن دوستوں اور بزرگان سلسلہ نے خاکسار کو یاد فرمایا ہے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت والی لمبی عمر عطا کر کے خدمت سلسلہ اور خاندان کے لئے قرۃ العین کا موجب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

طالب دعا عاجز سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم آشیانہ ۔ رانچی ۱۸ / ۱۲ / ۵۸

۲۔ مکرمی ہاشم خان صاحب مخدوم آف ماریشس جو آج کل ربوہ میں مقیم ہیں اپنے اس سفر کے بابرکت ہونے اور جماعت ماریشس کی ترقی کیلئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خبریں

کیپ کینیڈی (فلوریڈا) ۱۹ر دسمبر۔ امریکی ایئر فورس نے ایک راکٹ خلاء میں چھوڑا ہے جو روس کے تیسرے مصنوعی سیارہ سے دوگنا وزنی ہے۔ آج تک اتنا وزنی راکٹ یا سیارہ پہلے خلاء میں نہیں چھوڑا گیا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے آج صبح ۱½ بجے بتایا۔ کہ امریکی اٹلس راکٹ جس کا وزن ۸ ہزار ۸ سو پونڈ یا لگ بھگ ۴ ٹن ہے۔ چھوڑے جانے سے دو گھنٹہ بعد ہی خلاء میں پہنچ کر زمین کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ اس راکٹ کی لمبائی ۸۵ فٹ ہے۔ اور یہ ۱۷ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ۱۰۰ منٹوں میں زمین کے گرد ایک چکر لگا رہا ہے۔ اور زمین سے اسکی اونچائی ۱۱۰ میل سے ۹۲۱ میل تک ہے۔ صدر آئزن ہاور نے یہ بھی اعلان کیا کہ اس راکٹ میں ایسے آلات نصب ہیں جن کے ذریعہ اس راکٹ سے زمین پر اور زمین سے اس راکٹ تک ریڈیو سگنل بھیجے جا سکیں گے۔ اس اٹلس راکٹ میں انجن لگے ہوئے ہیں۔ امریکہ نے یہ راکٹ چھوڑنے کی خبر کافی عرصہ تک خفیہ رکھی اور صرف یہ کہا گیا تھا کہ امریکہ اٹلس راکٹوں کی اڑان کے تجربہ کے سلسلہ میں ایک اور راکٹ کا تجربہ کر رہا ہے۔ صدر آئزن ہاور نے اپنے اعلان میں کہا ہے کہ امریکہ کی طرف سے خلاء میں اتنی دوری تک اس قدر وزنی راکٹ چھوڑے جانے کا تجربہ خلاء میں واضح طور پر ایک کامیاب تجربہ ہے۔ امریکی سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ راکٹ لگاتار بیس روز خلاء میں زمین کے گرد گردش کرتا رہے گا۔

میسور ۲۲ر دسمبر۔ بھارت کی علم خلا کی تحقیق کرنے والی سوسائٹی یوم کرسمس پر ایک مرحلہ والا راکٹ چلائے گی۔ شری ایس کے کمار اور شری بی رامیشور راؤ نے جنہوں نے راکٹ کا ڈیزائن تیار کیا ہے اور بتایا ہے کہ راکٹ کوئی ۱۳ فٹ لمبا اور ۱۸۰ پونڈ وزنی ہوگا۔ اور موٹر کے ساتھ یہ ۱۲۰۰ پونڈ وزن اٹھا سکے گا۔ اور یہ راکٹ ۵۰ ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے کل ایک چھوٹا راکٹ چھوڑا ہے۔

سرینگر ۲۲ر دسمبر۔ جموں و کشمیر کے درمیان بانہال سرنگ کا مغربی راستہ کل ہر قسم کی بھاری ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا جو ۱۲ مہینے کھلا رہے گا۔ سرنگ ٹریفک کے لئے گذشتہ دسمبر میں کھولی گئی تھی۔ یہ سرنگ ۷ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ اور اس سے ۱۸ میل فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ مغربی راستہ کی رسم افتتاح کرتے ہوئے چیف انجنیئر مسٹر ... نے کہا کہ یہ سرنگ ایشیا کی سب سے لمبی سرنگوں میں سے ایک ہے۔ اور نہایت جدید طرز پر بنائی گئی ہے۔ مغربی راستہ کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس میں ایک گھنٹہ کے اندر ۲۵۰ موٹریں گذر سکتی ہیں۔ سرنگ کا پوربی راستہ بھی مغربی راستہ جیسا ہوگا۔ اور یہ ۱۹۶۰ء میں مکمل ہو جائے گا۔ اس پر ۴ کروڑ روپے خرچ آئیں گے۔ اس سرنگ کا نام وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے نام پر جواہر سرنگ رکھا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲۲ر دسمبر۔ امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس نے مسئلہ برلن کے متعلق روس کے مراسلہ کا جواب تیار کر لیا گیا ہے۔ جو عنقریب بھیجا جائے گا۔ اس مراسلہ کے ذریعہ روس کو آگاہ کر دیا جائے گا کہ انہیں برلن کے متعلق روسی تجاویز منظور نہیں۔ بتایا گیا ہے۔ کہ مغربی ممالک کو یہ خطرہ ہے کہ روس برلن کی ناکہ بندی کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے فوجی ماہروں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ بذریعہ ہوائی جہاز مغربی برلن کو سامان پہنچانے کے لئے تیار رہیں۔

ہوشیارپور ۲۲ر دسمبر۔ پنجاب کے سکھیہ منتری شری کیروں نے اعلان کیا ہے کہ حکومت نے صوبہ میں ہر کنبہ کو ۱۹۶۱ء تک کوآپریٹو تحریک کے دائرہ میں لانے کا فیصلہ کر لیا ہے چونکہ حکومت جمہوریہ اور عدم تشدد کے اصولوں کی پابند ہے۔ اس لئے لوگوں کو ترغیب کے ذریعہ کوآپریٹو تحریک میں لایا جائے گا۔ شری کیروں نے جو نگر بٹ میں کوآپریٹو بیر وزہ فیکٹری کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے کہا کہ بالآخر اناج کا کاروبار بھی کوآپریٹو بنیادوں پر کیا جائے گا۔ عوام کو آپریٹو سوسائٹیاں بنا سکتے ہیں۔ اور لوٹ کھسوٹ سے بچنے کی غرض سے بچنے کی غرض سے سال بھر کے لئے اناج خرید سکتے ہیں۔ دیہاتیوں کو کوآپریٹو سوسائٹیاں قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت اناج کی قیمتیں نہ دے گی۔ اور اناج کی ذخیرہ اندوزی کی بھی اجازت نہ دے گی۔ مجھے یقین ہے کہ عوام کوآپریٹو سوسائٹیوں کے قیام کے حامی بن جائیں گے۔ اور اس تحریک کے نتیجہ میں اتحاد کا ایک نیا جذبہ عود کر آئے گا۔ اور اس سے مقدمہ بازی کی حس ختم ہو جائے گی۔

نئی دہلی ۲۲ر دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بھارت سرکار نے ایک لاکھ ٹن چینی ۳۱ر اکتوبر ۱۹۵۹ء تک ختم ہونے والے عرصہ کے دوران میں غیر ممالک کو برآمد کرنے کیلئے ریلیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بھارت سرکار نے پنجاب، یو۔پی اور شمالی بہار کی شوگر فیکٹریوں میں تیار ہونے والی چینی کی فیکٹری کے گیٹ پر دی جانے والی قیمتوں پر موجودہ کنٹرول ۱۹۵۸–۵۹ء کے سیزن میں بھی جاری رکھنے کا فیصلہ کر دیا ہے یو۔پی اور شمالی بہار کی فیکٹریوں کے لئے فیکٹری کے در پر چینی کی قیمت ۳۴ روپیہ فی من مقرر کی گئی ہے۔ اور پنجاب کی فیکٹریوں کے لئے ۳۴ روپیہ پچیس نئے پیسے فی من۔ یہ قیمتیں چینی کے آئی۔ ایس۔ ڈی ۲۹ گریڈ کے لئے مقرر ہیں اور دوسرے گریڈوں کی قیمتوں میں بھی اسی تناسب سے فرق ہوگا۔

الہ آباد ۲۲ر دسمبر۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے کل یہاں الہ آباد یونیورسٹی کی خاص کنونیشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان ملکوں کے ہم دوش رہنے کی ضرورت ہے۔ جہاں ایک نیا صنعتی انقلاب آنیوالا ہے اس انقلاب میں زیادہ تر استعمال ایٹمی انرجی کا ہوگا۔ ایشیا کی صورت یہ ہے کہ اس کے بیشتر حصوں میں عام نوعیت کی صنعتی ترقی بھی نہیں کی جا سکتی جبکہ ایک نیا صنعتی انقلاب آنے والا ہے۔ یہ انقلاب عظیم ایٹمی توانائی سے رونما ہوگا۔ اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ آیا صنعتی مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی قابل برداشت خرچ پر تیار ہو سکے گی یا نہیں مجھے اس بات میں شبہ نہیں کہ آئندہ پانچ یا دس برسوں میں انرجی حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ایٹمی توانائی ہی ہوگی۔ اس نئے صنعتی انقلاب کی وجہ سے تہذیب میں قدرتی طور پر بھاری تبدیلی پیدا ہوگی۔ میرے خیال میں تو بتدریج اور آہستہ آہستہ ایک نئی تہذیب جنم لے گی بشرطیکہ یہ اچانک تباہی کی وجہ سے ختم نہ ہو جائے۔ اگر جنگ ہوئی تو اس طرح کی تباہی ناگزیر ہوگی۔ کیونکہ جنگ میں تباہ کن ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے۔ یہ سوچنا محض خوش فہمی ہے کہ ایٹمی جنگ میں محدود تباہی پیدا کرنے والے ہتھیار ہی استعمال ہوں گے۔ کیونکہ چھوٹے ہتھیاروں کے استعمال سے بڑے ہتھیاروں کے استعمال کی نوبت آ جائے گی۔ اور اس طرح انسانی زندگی بالکل تباہ ہو جائے گی یہ بھی یاد رہے کہ آجکل جس مقصد کے لئے لڑائیاں لڑی جاتی ہیں۔ وہ پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کو دبا نہیں سکتا۔ اس طرح کے اقدام سے مزید لڑائیاں شروع ہوں گی۔ اور تباہی کی نوبت آئے گی۔ کسی دوسرے ملک کے ساتھ اپنے معاملات کو سلجھانے کیلئے پروپیگنڈہ کا طریق کار بھی اچھا نہیں ہے آج دنیا کا ہر ملک یہ تسلیم کرتا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے دور میں جنگ بالکل بیہودہ چیز ہے لیکن اس احساس کے باوجود سرکردہ لیڈروں کے دل و دماغ پر اعصابی جنگ غالب ہے۔ اعصابی جنگ سے خوف اور منافرت کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور لوگوں کو ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کے دہانہ پر کھڑے ہیں۔

نقد و نظر

تاریخ تبلیغ اسلام

سائز ۲۷×۱۷/۸ صفحات ۱۰۲ قیمت ۸/

تبلیغ اسلام ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے خیر امت کا عظیم الشان لقب عطا فرماتے ہوئے اس لقب کو مشروط کر دیا ہے تبلیغ کے ساتھ۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ جبتک مسلمانوں نے اس فرمان خداوندی کو پیش نظر رکھا اسلام ترقی کرتا رہا۔ اور جونہی اہل اسلام اس فرض سے غافل ہو گئے انحطاط ان پر مسلط ہو گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام جو دلائل و براہین کے ساتھ ایک زبردست قوت جاذبیت رکھتا تھا غیر مسلموں کے اعتراضات کا نشانہ بن گیا۔

ہمارے اسلاف نے ہمارے اس فرض کو کن طریقوں اور کس قسم کے وسائل سے ادا کیا۔ اور اپنی تجارتوں یا اپنے سفروں میں۔ اپنی ملازمتوں میں اور حکومت کے بعض ادوار میں اس فرض کو کس طرح اپنے سامنے رکھا۔ اس کی بعض مثالیں زیر نظر کتاب میں بیان کی گئی ہیں۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اپنے دوسرے دینی و دنیوی کاموں کی بجا آوری کے ساتھ ہی بڑی آسانی کے ساتھ اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی سے بھی سبکدوش ہو سکتا ہے۔

یہ مختصر سی کتاب اس لحاظ سے اپنے اندر کافی جامعیت رکھتی ہے کہ فلسفہ تبلیغ کی طرف رہنمائی کے لئے اس میں مواد موجود ہے۔ جو ٹھوس تاریخی حقائق پر مبنی ہے۔

اس کتاب کو جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ترتیب دیا ہے اور عبد العظیم صاحب تاجر کتب قادیان نے اسے طبع کروایا ہے۔ جماعت کے احباب کو اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔